ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

یکم جنوری سنہ ۱۹۶۰ء

ہدیہ چار آنے

کے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لا

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُوالْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا وَّ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا تعالیٰ کی قسم۔ اگر تم وہ چیز جانو جو میں جانتا ہوں تو زیادہ روؤ اور تھوڑا ہنسو۔

تشریح:۔ یعنی نافرمانوں کے لئے جو سزائیں تجویز شدہ ہیں اور جو جرح ان پر ہونے والی ہے اور جو راز کھلنے والے ہیں۔ اگر تمہیں معلوم ہوں تو زیادہ روؤ اور کم ہنسو

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُبْعَثُ کُلُّ عَبْدٍ عَلٰی مَا مَاتَ عَلَیْهِ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ جابرؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر انسان کو اس حالت پر اٹھایا جائے گا۔ جس پر وہ مرا تھا۔

تشریح۔ یعنی کفر اور ایمان۔ یا اطاعت اور نافرمانی۔ غرضیکہ جیسی حالت میں دنیا سے رخصت ہوا ہے۔ قیامت کے دن اسی طرح اُٹھے گا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا النَّاسُ کَالْاِبِلِ الْمِائَةِ لَا تَکَادُ تَجِدُ فِیْهَا رَاحِلَةً (متفق علیہ)

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں کی مثال ایسے [illegible]وں کی ہے کہ سو میں سے ایک کا سواری [illegible] لئے ملنا بھی مشکل ہے۔

تشریح۔ حاصل یہ ہے کہ آدمی تو سب ہیں۔ مگر آدمیت کسی کسی میں ہوتی ہے

[illegible] مَعْقِلِ ؓ ابْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ [illegible] وَسَلَّمَ الْعِبَادَةُ فِی الْهَرْجِ کَهِجْرَةٍ اِلَیَّ۔

[illegible] یسارؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہؐ [illegible] میں عبادت کرنا میری طرف ہجرت کرنیکا درجہ رکھتی ہے

تشریح۔ فتنہ کی پریشانیوں میں بھی عبادت کو نباہنا اتنا مشکل ہے۔ جتنا وطن و دیار کو خیرباد کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل دینا۔ پھر جیسا اس ہجرت کا اجر ہے۔ اسی طرح اس عبادت کا اجر ہوگا۔

عَنْ جَابِرِ ؓ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ کَذَّابِیْنَ فَاحْذَرُوْهُمْ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ جابرؓ بن سمرہ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ میں نے رسول اللہؐ سے سُنا آپؐ نے فرمایا۔ قیامت سے پہلے جھوٹے پیدا ہوں گے۔ ان سے بچو۔

تشریح:۔ کذاب سے مراد جھوٹی حدیثیں بنانے والے یا جھوٹی نبوّت کا دعوےٰ کرنے والے ہیں۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ ایسے بے ایمانوں کے دام سے اپنے آپ کو بچائیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُکَوَّرَانِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سورج اور چاند قیامت کے دن لپیٹے جائیں گے۔

تشریح۔ جب تک انسان کا بقاء عالم ناسوت میں مطلوب ہے۔ اس وقت تک ان دونوں کی ضرورت ہے۔ جب جہان فنا ہو جائے گا تو انہیں بھی فنا کر دیا جائے گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ یَنْعَمُ وَلَا یَبْأَسُ وَلَا یَبْلٰی ثِیَابُهٗ وَلَا یَفْنٰی شَبَابُهٗ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بہشت میں جائے گا۔ نعمت پائے گا اور کوئی تکلیف نہیں اُٹھائیگا اور نہ اُس کے کپڑے پُرانے ہوں گے نہ اُس کی جوانی فنا ہوگی۔

تشریح۔ اس فانی جہان میں جس طرح نعمتوں پر زوال آتا ہے۔ مثلاً جوانی کے بعد بڑھاپا۔ نئی چیز کا پُرانا ہو جانا بہشت میں نعمتوں پر زوال نہیں آئیگا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَقْوَامٌ اَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ اَفْئِدَةِ الطَّیْرِ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہشت میں کئی قومیں ایسی داخل ہونگی۔ ان کے دل پرندوں کے دلوں کے سے ہوں گے۔

تشریح۔ جس طرح پرندے کا دل نرم ہوتا ہے۔ اسی طرح ان کے دل اللہ تعالیٰ کے خوف سے نرم ہوں گے۔ بعض کی رائے ہے کہ جس طرح پرندہ اپنے رزق کی تلاش میں خدا تعالیٰ پر اعتماد کرتا ہے۔ اسی طرح وہ بھی متوکل علی اللہ ہوں گے۔ (لمعات)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّؓ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ رَأَیْتَ رَبَّكَ قَالَ نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاهُ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابوذرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کیا آپؐ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ نور ہے۔ میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔

تشریح۔ یہ لفظ اَنّٰی ہے ہمزہ کی فتح اور نون کی شد کے ساتھ۔ اس حدیث کے سارے راوی اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ معنی اس کے یہ ہیں کہ اس کی ذات کا حجاب نور ہے۔ اس نور کا کمال ذات کے ادراک سے منع کرتا ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے رَاَیْتُ نُوْرًا۔ میں نے نور کو دیکھا۔ اس سے مراد بھی وہی معنی ہیں کہ میں نے نور کو دیکھا۔ ذات کو نہیں دیکھا۔ (لمعات ملخصاً)

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۵ | جمعۃ المبارک مورخہ ۲ رجب ۱۳۷۹ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۶۰ء | نمبر [illegible]

گندم کے متعلق نئی پالیسی

مرکزی وزیر خوراک و تجارت نے گزشتہ ہفتہ ایک پریس کانفرنس میں حکومت کی نئی غذائی پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے بتایا کہ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ مغربی پاکستان اور کراچی میں ۱۶ اپریل سنہ ۱۹۶۰ء سے گندم کی راشن بندی ختم کر دی جائے اور یکم اپریل سنہ ۱۹۶۰ء سے تمام مغربی پاکستان میں گندم کی نقل و حمل سے پابندی ہٹا لی جائے۔ ہم حکومت کے اس فیصلہ کا خیر مقدم کرتے ہیں اور اس کیلئے اسے مبارکباد کا مستحق سمجھتے ہیں۔

برصغیر ہند و پاکستان میں گندم اور چینی پر کنٹرول انگریز کے دورِ حکومت کی یادگار ہے۔ قارئین کرام کو یاد ہوگا تقریباً بیس سال پیشتر دوسری جنگ عظیم کے دوران گندم۔ چینی۔ کپڑے اور بعض دوسری اشیائے صرف پر کنٹرول کے احکام نافذ کئے گئے تھے۔ اس وقت جنگ کی وجہ سے ساری دنیا میں ہنگامی حالات پیدا ہو گئے تھے۔ اس لئے کنٹرول اور راشن بندی کی ہر ملک میں اشد ضرورت تھی۔ ہمارا ملک اس سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا تھا۔

سنہ ۱۹۴۵ء میں جنگ ختم ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ ہنگامی صورتِ حال بھی ختم ہو گئی۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اس وقت سب کنٹرول یک قلم ختم کر دیئے جاتے۔ لیکن انگریزی حکومت نے اپنی مصلحتوں کی بنا پر کنٹرول ختم نہیں کئے۔ اس کے تھوڑا عرصہ بعد تقسیم ملک کا جھگڑا شروع ہو گیا۔ ۱۴ اگست سنہ ۱۹۴۷ء کو تقسیم کا اعلان کر دیا گیا۔ جس سے دوبارہ ہنگامی حالات پیدا ہو گئے۔ اس زمانہ میں لٹے ہوئے قافلے انتہائی کس مپرسی کے عالم میں پاکستان میں داخل ہو رہے تھے۔ ان کو پناہ دینے کے علاوہ ان کے لئے ضروریات زندگی کی بہم رسانی کے لئے کنٹرول اور راشن بندی کا جاری رکھنا ضروری تھا۔ آہستہ آہستہ حالات معمول پر آنے لگے۔ بالآخر ہنگامی صورتِ حال ختم ہو گئی۔ ہمارا ملک کئی چیزوں میں خود کفیل ہو گیا۔ ان پر کنٹرول اور راشن بندی کے احکام منسوخ کر دیئے گئے۔ صرف گندم اور چینی پر اب تک کنٹرول نافذ تھا۔ اب حکومت کے تازہ ترین فیصلہ کے مطابق چند ماہ بعد گندم پر بھی کنٹرول ختم ہو جائے گا۔ دیکھئے چینی پر کنٹرول کب ختم کیا جاتا ہے؟ ہم کئی بار کہہ چکے ہیں کہ اب چینی پر کنٹرول جاری رکھنے کے لئے کوئی وجہ جواز موجود نہیں ہے۔ اس لئے اسے جلد ختم کر دینا چاہیئے۔

حکومت نے اپریل سنہ ۱۹۶۰ء سے گندم کی کم از کم قیمت ساڑھے تیرہ روپیہ اور زیادہ سے زیادہ قیمت ساڑھے پندرہ روپے فی من بھی مقرر کر دی ہے وزیر خوراک و زراعت کے بیان کے مطابق یہ فیصلہ کرتے وقت حکومت نے زمینداروں تاجروں اور عوام سب کے مفاد کا لحاظ رکھا ہے۔ جہاں تک زمینداروں اور تاجروں کا تعلق ہے۔ ان کے مفاد کی پوری طرح حفاظت کی گئی ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ عوام کو گندم ساڑھے پندرہ روپے من ہی ملیگی۔ حکومت نے کنٹرول کے زمانہ میں پہلے گندم کی قیمت ساڑھے بارہ روپیہ من مقرر کر رکھی تھی۔ اس کے بعد اس میں ایک روپیہ کا اضافہ کرکے قیمت ساڑھے تیرہ روپیہ من کر دی۔ اگر کنٹرول کے بعد گندم عوام کو ساڑھے پندرہ روپیہ من ملے تو یہی کہا جائے گا کہ عوام کے مفاد کو حکومت نے زمینداروں اور تاجروں کے مفاد پر قربان کر دیا ہے۔ اگر بفرض محال ساڑھے تیرہ روپیہ من بھی مل جائے تو بھی عوام کو کچھ فائدہ نہ ہُوا۔ ان کے لئے تو کنٹرول کا ختم ہونا اور نہ ہونا برابر ہُوا۔

پاکستان ایک زرعی مُلک ہے اس کی معاشیات کا محور گندم ہے۔ گندم سستی ہوگی تو دوسری اشیائے خوردنی اور اشیائے صرف بھی سستی ہونگی۔ اگر گندم کی قیمت میں اضافہ ہو جائے۔ تو دوسری چیزوں پر اس کا اثر پڑیگا۔ اور ان کی قیمتیں خود بخود بڑھ جائینگی۔ ہماری رائے میں حکومت نے کنٹرول ختم کرنے کے بعد گندم کی قیمت مقرر کرنے میں غلطی کی ہے اور اسے اس غلطی کی فوراً تلافی کرنی چاہیئے۔

آخر میں ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ حکومت عوام کو تو خود اعتمادی کا درس دیتی ہے۔ لیکن گندم پر سے کنٹرول ہٹاتے وقت اس نے امریکی امداد کا سہارا لیا ہے۔ وزیر خوراک و زراعت نے اپنے بیان میں یہ بھی کہا ہے کہ امریکی حکومت نے اگلے سال پاکستان کو پانچ لاکھ ٹن گندم دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اگر ضرورت ہوئی تو امریکہ سے سنہ ۱۹۶۱ء اور سنہ ۱۹۶۲ء میں بھی اتنی مقدار میں گندم مل سکے گی۔ ایک مسلمان اور اسلامی حکومت کو غیر کی بجائے اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنا چاہیئے۔ لیکن افسوس ہے کہ اب ہم اللہ تعالےٰ کی بجائے مادی وسائل پر بھروسہ کرنے لگے ہیں اور یہ ہمارے تنزل کا ایک بڑا سبب ہے۔ کسی نے ٹھیک کہا ہے ؎

یہ ہیں عارضی زور کمزور سارے
خدا کے سوا چھوڑ دے سب سہارے

اللہ تعالےٰ ہمیں اور ہماری حکومت کو اعتماد علی اللہ کی نعمت عطا فرمائے۔

آمین یا الہ العالمین

الجزائر کی نئی فوجی حکومت

اب تک الجزائر کی عبوری حکومت قاہرہ سے الجزائری حریت پسندوں کی راہنمائی کر رہی تھی۔ اب اسکی جگہ ایک فوجی حکومت قائم کر دی گئی ہے اس کا ہیڈکوارٹر الجزائر میں ہی کسی جگہ قائم کیا جائے گا۔ ہم الجزائری رہنماؤں کے اس نئے اقدام کا خیر مقدم کرتے ہوئے ان کیلئے

باقی برصفحہ ۱۸

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۴ جمادی الآخر سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۵ دسمبر سنہ ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۔ اما بعد

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو قسم کی آنکھیں عطا فرمائی ہیں

پہلی قسم ۔ ہر انسان کے چہرے پر دو آنکھیں نظر آتی ہیں

دوسری قسم دل کی آنکھیں ۔ جن کا ذکر آگے تفصیل میں آئے گا

ظاہر والی آنکھوں کے دیکھنے کی ایک شرط ہے

انسان کی دو ظاہری آنکھوں میں دیکھنے کی طاقت اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے مگر وہ تب دیکھ سکتی ہیں کہ باہر کا نور ان کی تائید کرے ۔ مثلاً سورج کی روشنی ہو یا چاند کی ہو ۔ یا کسی فانوس کی ہو ۔ یا کم از کم مٹی کے چراغ ہی کی ہو جس میں سرسوں کا تیل ۳-۴ ماشے ہو ۔ اور ذرا سی دیا سلائی جیسی باریک بتی اس میں جل رہی ہو ۔ ورنہ اگر بالفرض رات اندھیری ہو اور باہر کی کوئی روشنی بھی نظر نہ آئے تو اس وقت انسان بالکل اندھا ہوتا ہے ۔ اسے کوئی چیز نظر نہیں آتی ۔ اگر میرے بیان کا تجربہ کرنا ہو تو رات کے وقت ایسے کمرے میں چلے جایئے ۔ جہاں کسی قسم کی روشنی کی کوئی شعاع اندر نہ آنے پائے ۔ اور اس وقت ایک اندھا بھی اندر ساتھ لے جایئے ۔ جیسا وہ اندھا ہو گا ۔ آپ بھی بالکل اندھے کی طرح اندھے ہوں گے ۔ نہ اس کو کچھ نظر آئے گا اور نہ آپ کو کچھ نظر آئے گا ۔

بعینہ اسی طرح

ان آنکھوں کا معاملہ ہے ۔ جن کو میں نے دل کی آنکھوں سے تعبیر کیا ہے ۔ دل کی آنکھوں کا نام قرآن مجید کی اصطلاح میں قلب ہے ۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔ (اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ) سورۃ الحج ع ۶ ۔ پ ۱۷ ۔ ترجمہ ۔ کیا انہوں نے ملک میں سیر نہیں کی ۔ پھر ان کے ایسے دل ہو جاتے ۔ جن سے سمجھتے ۔ یا ایسے کان ہو جاتے جن سے سنتے ۔ پس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں ۔ بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں ۔ "یعنی آنکھوں سے دیکھ کر اگر دل سے غور نہ کیا تو وہ نہ دیکھنے کے برابر ہے ۔ گو اس کی ظاہری آنکھیں کھلی ہوں ۔ پر دل کی آنکھیں اندھی ہیں اور حقیقت میں زیادہ خطرناک اندھا پن وہ ہی ہے ۔ جس میں دل اندھے ہو جائیں ۔ (العیاذ باللہ)

حاصل

یہ ہے کہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دل کی آنکھیں تسلیم کی ہیں اور دل کی آنکھوں کے اندھے کو خطرناک اندھا پن فرمایا ہے ۔ کیونکہ اگر بالفرض ایک انسان ظاہری آنکھوں کا اندھا ہے ۔ مگر اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر یقین ہے اور اس یقین کے بعد وہ اندھا ۔ نماز ۔ روزہ ۔ زکوٰۃ حج ان چاروں ارکان اسلام کا بھی پابند ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے یقین کامل ہے

کہ یہ اندھا

یقیناً بہشت میں جائے گا ۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ ابد الآباد کے لئے ہی بہشت میں مقیم رہے گا ۔ اور

دل کی آنکھوں کا اندھا

اگرچہ دنیاوی نقطۂ نگاہ سے اتنا بڑا مالدار ہو کہ ساری دنیا میں اس کا ہم پلہ کوئی نہ ہو اور اس دنیاوی وجاہت کے لحاظ سے ہزاروں آدمی اسے جھک جھک کر سلام بھی کرتے ہوں ۔ مگر چونکہ وہ دل کی آنکھوں سے اندھا ہے نہ توحید خداوندی کا نور اس کے سینہ میں ہے ۔ اور نہ ہی نبی آخر الزمان سید المرسلین خاتم النبیین صلعم کی رسالت پر اس کا ایمان ہو ۔ جب یہ ایمان ہی اس کے دل میں نہیں ہے تو نماز ۔ روزہ ۔ وغیرہ ارکان اسلام کو وہ کب ادا کرتا ہو گا ۔ دنیاداری کے لحاظ سے اس سب سے بڑے دولت مند اور دنیاداروں کی نظر میں اس سب سے معزز انسان کے مرنے ہی کی دیر ہے ۔ کہ اس کی قبر دوزخ کا گڑھا بنے گی ۔ اور قیامت تک قبر کے عذاب میں مبتلا رہے گا ۔ اور قبر سے اٹھنے کے بعد میدان محشر میں پیش ہونے کے بعد ابد الآباد کے لئے دوزخ میں جھونک دیا جائیگا ۔ پھر دوزخیوں کے مندرجہ ذیل اعلان کا اس پر نفاذ ہو جائے گا ۔ (اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ۭ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى) (سورۃ طٰہٰ ع ۳ پارہ ۱۶ ۔) ترجمہ ۔ بیشک جو شخص اپنے رب کے پاس مجرم ہو کر آئے گا ۔ سو اس کے لئے دوزخ ہے ۔ جس میں نہ مرے گا اور نہ جئے گا ۔

دل کی آنکھوں یعنی دل کے دیکھنے کے لئے باہر کی روشنی ہمیشہ سے آسمانی کتابیں ہوتی آئی ہیں

دل کی آنکھوں کے لئے توراۃ کا نور

چنانچہ کسی زمانہ میں دل کی آنکھوں کو روشنی پہنچانے کے لئے تورات کا نور نازل ہوا تھا ۔ اس کی شہادت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو ۔ (اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ

فِيهَا هُدًى وَّ نُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِن كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝) سورۃ المائدہ ۔ ع ۷ ۔ پ ۶ ۔ ترجمہ ۔ ہم نے تورات نازل کی کہ اس میں ہدایت اور روشنی ہے اس پر پیغمبر جو اللہ کے فرمانبردار تھے ۔ یہود کو حکم کرتے تھے ۔ اور اہل اللہ اور علماء بھی اس لئے کہ وہ اللہ کی کتاب کے محافظ ٹھہرائے گئے تھے اور اس کی خبرگیری پر مقرر تھے ۔ سو تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کے بدلے میں تھوڑا مول مت لو اور جو کوئی اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے ۔ جو اللہ نے اتارا تو وہی لوگ کافر ہیں ۔

حاصل

یہ نکلا کہ یہود کے انبیاء علیہم السلام اور ان میں سے اللہ والے اور ان کے علمائے کرام اسی توراۃ کے نور کی روشنی میں عمر بھر فیصلے کرتے رہے ہیں ۔

دل کی آنکھوں کیلئے انجیل کا نور

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مبارک دور آیا تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے انجیل کا نور نازل فرمایا ۔ تاکہ اسکی روشنی میں دنیا اور آخرت کے معاملات طے کئے جائیں اور مخلوق خدا اس راستے سے نہ بھٹکنے پائے ۔ جس راستہ پر چل کر سیدھے اللہ تعالیٰ کے راستہ پر چلیں اور اس نور کی روشنی میں زندگی بسر کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے اور انہیں دوزخ سے بچالے اور جنت کا ٹکٹ عطا فرمادے اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تمام فیصلے میری نازل کردہ انجیل کی روشنی میں طے کئے جائیں ۔

ورنہ

اگر انجیل پر ایمان لانے والوں نے انجیل کی روشنی میں فیصلے نہ کئے تو میں سمجھوں گا کہ وہ میرے نافرمان ہو گئے ہیں ۔ چنانچہ اس کی تائید میں اللہ تعالیٰ کا اعلان ملاحظہ ہو (وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنجِيلِ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فِيهِ ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝) سورۃ المائدہ ع ۷ ۔ پ ۶ ۔ ترجمہ ۔ اور چاہیئے کہ انجیل والے اس کے موافق حکم کریں جو اللہ نے اس میں اتارا ہے ۔ اور جو چیز اللہ نے اتاری ہے ۔ جو شخص اسکے موافق حکم نہ کرے سو وہی لوگ نافرمان ہیں ۔

حاصل

یہ ہے کہ انجیل پر ایمان والے حضرات کو حکم دیا گیا ہے کہ فقط انجیل کی روشنی میں تمام فیصلے کریں ۔

حضور انور ؐ کی بعثت کے بعد قرآن مجید کا نور

اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے ۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ۝) سورۃ النساء ع ۲۴ ۔ پ ۶ ۔ ترجمہ اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک دلیل آ چکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایک ظاہر روشنی اتاری ہے ۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

"پہلے سے وحی الٰہی اور بالخصوص قرآن مجید کی عظمت اور اسکی حقانیت کا بیان اور اس کی متابعت اور اتباع کی تاکیدات کا ذکر تھا ۔ اسی کے ذیل میں حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت اور ان کے ابن اللہ ہونے کا ذکر کیا تھا ۔ جس کے قائل نصاریٰ تھے ۔ اس کی تردید اور ابطال کے بعد اب اخیر میں پھر اسی اصل اور ضروری بات کی سب کو تاکید فرمائی جاتی ہے ۔ کہ اے لوگو تمہارے پاس رب العالمین کی طرف سے حجۃ کامل اور نور روشن پہنچ چکا ۔ جو ہدایت کے لئے کافی اور وافی ہے ۔ یعنی قرآن مجید ۔ اب کسی تامل اور تردد کی گنجائش نہیں ۔ سو جو کوئی اللہ پر ایمان لائے گا اور اس مقدس کتاب کو مضبوط پکڑے گا ۔ وہ اللہ کی رحمت اور فضل میں داخل ہوگا ۔ اور براہ راست اس تک پہنچیگا ۔ اور جو اس (مقدس کتاب یعنی قرآن مجید) کے خلاف کریگا ۔ اسکی گمراہی اور خرابی اسی سے سمجھ لیجئے ۔"

شیخ الاسلام کے حاشیہ میں

قرآن مجید کی عظمت ملاحظہ ہو

(۱) قرآن مجید کو حجۃ کامل اور نور روشن کا لقب دیا ہے (۲) ہدایت کے لئے کافی اور وافی ہے (۳) (اس کے بعد) اب کسی تامل اور تردد کی گنجائش نہیں (۴) (جو بھی) اس مقدس کتاب کو مضبوط پکڑے گا ۔ وہ اللہ کی رحمت اور فضل میں داخل ہوگا (۵) اور براہ راست اس (اللہ تعالیٰ) تک پہنچے گا (۶) اور جو اس (مقدس کتاب یعنی قرآن مجید) کے خلاف کرے گا (۷) اس کی گمراہی اور خرابی اسی سے سمجھ لیجئے ۔

حاصل

مذکورۃ الصدر سات چیزوں کا حاصل یہ نکلا کہ جو کوئی بھی (مرد ہو یا عورت) اس قرآن مجید کی مخالفت کرے گا (۱) نہ وہ ہدایت پانے والا ہوگا (۲) نہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کا مستحق ہوگا ۔ (۳) اور نہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچیگا (۴) اور ایسے شخص کی گمراہی میں کوئی شک نہیں ہوگا ۔

برادران اسلام

اس قرآن مجید کے نور ہونے کا ثبوت آپ پڑھ چکے ہیں اور اس کے اتباع کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق ہونے کا ثبوت پیش کر چکا ہوں اور اس کی مخالفت کرنے والوں کیلئے گمراہی کا ثبوت بھی عرض کر چکا ہوں ۔ اسلام میں اسی چیز کا نام

اتمام حجت

ہے ۔ یعنی انسانوں کو دلائل کی روشنی میں پیغام حق ایسی طرح پہنچا دیا جائے کہ پورے طور پر اس پیغام کی صداقت ان کے ذہن میں آ جائے ۔ تاکہ قیامت کے دن احکام الٰہی کی نافرمانی کا یہ عذر نہ کر سکیں کہ اے اللہ ۔ ہمیں تو کسی تیرے بندے نے تیرا پیغام پورے طور پر سمجھایا ہی نہ تھا ۔ ورنہ ہم ضرور تیرے احکام کی تعمیل کر کے آتے ۔ اب اس گنہگار نے

قرآن مجید کے نور روشن ہونے اور اس پر عمل کرنے کے فوائد

اور عمل نہ کرنے کے نقصانات

اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایسی وضاحت سے پیش کر دیئے ہیں کہ نہ سمجھنے کا عذر تو باقی نہیں رہا۔ مبلغ اسلام کا بس اتنا ہی فرض ہوتا ہے۔ اس کے بعد تعمیل احکام الٰہی کرنا انسانوں کا اپنا کام ہے اور قیامت کے دن حساب لینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

میرے اعلان کی شہادت

قرآن مجید سے ملاحظہ ہو (فَذَكِّرْ قف إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝ إِلَّا مَنْ تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ۝ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ۝ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝) سورۃ الغاشیہ پ ۳۰ ۔ ترجمہ۔ پس آپ نصیحت کیجئے۔ بیشک آپ تو نصیحت کرنے والے ہیں۔ آپ ان پر کوئی داروغہ نہیں ہیں (کہ آپ ان لوگوں سے قرآن مجید پر عمل بھی ضرور کرائیں۔ یہ چیز آپ کے ذمہ نہیں ہے۔ بیشک ہماری طرف ہی ان کو لوٹ کر آنا ہے۔ پھر ہمارے ہی ذمہ ان کا حساب لینا ہے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

اب یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ

قرآن مجید اپنی روشنی میں کیا کچھ دکھاتا ہے

پہلی چیز

اللہ تعالیٰ کی توحید کا سبق پڑھاتا ہے

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے متعلق قرآن مجید کا اعلان

اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۝ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۖ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۖ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۝ سورۃ البقرۃ ع ۳۴ ۔ پ ۳ ۔ ترجمہ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ زندہ ہے۔ سب کا تھامنے والا۔ نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے نہ نیند۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے۔ سب اسی کا ہے۔ ایسا کون ہے جو اس کی اجازت کے سوا اس کے ہاں سفارش کر سکے۔ مخلوقات کے تمام ظاہر اور پوشیدہ حالات کو جانتا ہے اور وہ سب اس کی معلومات میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ مگر جتنا کہ وہ چاہے۔ اسکی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے۔ اور اللہ کو ان دونوں کی حفاظت کچھ گراں نہیں گزرتی۔ اور وہی سب سے برتر عظمت والا ہے۔

توحید کے نقشے کے کئی منظر

پہلا منظر

اس آیت کے اندر اللہ تعالیٰ کی توحید کے نقشے کا منظر ملاحظہ ہو۔ اگر انسان اس نقشہ کو پورے طور پر سمجھ لے تو پھر شرک کبھی نہیں کر سکتا اور جو شخص تہ دل سے کلمہ طیبہ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ پڑھے اور توحید کا یہ نقشہ اس کے سامنے رہے اور اس آیت کی تعلیم کی برکت سے شرک سے پاک رہے اور عقیدہ میں یہ ہو کہ مذہب اسلام سچا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ وحدہٗ لاشریک ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور قرآن مجید اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔ ان عقائد کے بعد خواہ کتنے بھی اور گناہ کرے۔ ایسے شخص کی نجات آخرت کی یقینی ہے۔ ان عقاید صحیحہ کے بعد دوسرے جتنے گناہ بھی ہوں اللہ تعالےٰ چاہے تو سب معاف فرما دے اور سیدھا جنت میں بھجوا دے تو بھی قادر ہے اور اگر اپنے انصاف کے قانون کے لحاظ سے گناہوں پر گرفت کرے اور دوزخ میں ڈال دے پھر بھی گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد عقیدہ توحید کی برکت سے ہمارا ایمان ہے۔ کہ یقیناً کسی نہ کسی وقت اللہ تعالےٰ اپنی رحمت سے اسے ضرور دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کر دے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا

یہ اعلان ہے

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ سورۃ النساء ع ۱۸ ۔ پ ۵ ۔ ترجمہ۔ بے شک اللہ اس کو نہیں بخشتا۔ جو کسی کو اس کا شریک بنائے اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

دوسرا منظر

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۖ هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ۝ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ ۖ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ۚ يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝) سورۃ الحشر ع ۳ ۔ پ ۲۸ ۔ ترجمہ۔ وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ سب چھپی اور کھلی باتوں کا جاننے والا ہے۔ وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ پاک ذات سلامتی دینے والا امن دینے والا نگہبان۔ زبردست۔ خرابی کا درست کرنے والا بڑی عظمت والا ہے۔ اللہ پاک ہے اس سے جو اس کے شریک ٹھہراتے ہیں وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا۔ ٹھیک ٹھیک بنانے والا۔ صورت دینے والا اسی کے اچھے اچھے نام ہیں۔ سب چیزیں اسی کی تسبیح کرتی ہیں۔ جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اور وہی زبردست حکمت والا ہے

اسماء الحسنیٰ کی مختصر تشریح

اللہ تعالےٰ کے مبارک نام جو گزشتہ آیات میں مذکور ہیں انکی مختصر تشریح عرض کرتا ہوں۔

اللّٰہُ

معبود حقیقی کا ذاتی نام ہے

لفظ اللہ (جل شانہٗ) اس ذات پاک کا نام ہے جو الوہیت کی تمام صفات کی جامع ہے۔ اسی لئے یہ اسم اللہ تعالےٰ کے ننانوے اسماء میں سے عظمت و شان میں سب سے بڑا ہے اور یہ اسم اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔ حقیقتہً یا مجازاً کسی دوسرے کے حق میں استعمال نہیں کیا جاتا۔

اَلرَّحْمٰنُ ۔ اَلرَّحِيْمُ

بڑا مہربان ۔ نہایت رحم والا

یہ دونوں اسم رحمت سے مبالغہ کے لئے مشتق ہیں اور رحمٰن میں زیادہ مبالغہ ہے۔ کیونکہ یہ دنیا اور آخرت کی رحمت کو شامل ہے۔ علاوہ اس کے اللہ تعالےٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔ رحمت سے یہ مراد ہے کہ محتاجوں سے بھلائی کی جائے

اللہ تعالیٰ کی رحمت دنیا اور آخرت کی نعمتوں پر شامل ہے اور یہ محض اس کی عنایت ہے۔ جس میں کوئی غرض و کسی معاوضہ کا خیال نہیں۔

اَلْمَلِکُ

بادشاہ

ملک وہ ذات ہے جو اپنی ذات اور صفات میں ہر موجود سے مستغنی ہو اور ہر موجود ہر چیز میں اس کا محتاج ہو۔ خواہ ذات، و صفات میں۔ یا وجود و بقا میں اور ہر موجود اپنی ذات و صفات میں اسی کا مملوک ہو۔

اَلْقُدُّوْسُ

ہر نقصان سے پاک

بے حد پاک اور ہر نقصان سے بری۔ ہر خیال و وہم و گمان سے بالاتر اور انسان کے ہر فکر سے بلند۔

اَلسَّلَامُ

ہر عیب سے سلامت

اللہ تعالیٰ وہ ہے جس کی ذات ہر عیب سے پاک۔ اس کی صفات ہر نقص سے بالاتر اس کے افعال ہر شر سے خالی ہیں

اَلْمُؤْمِنُ

امن دینے والا

مومن وہ خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ جس نے دنیا اور آخرت کی تمام مصیبتوں سے بچنے کے لئے اسباب مہیا کر دیئے ہیں۔ خواہ وہ مصائب روحانی ہوں یا جسمانی۔ مثلاً بھوک کے صدمہ کو دور کرنے کے لئے اناج پیدا کیا۔ پیاس کی مصیبت کا ازالہ پانی سے کیا۔ بیمار کے لئے دوائیں اور طبیب بہم پہنچائے۔ آخرت کے عذاب سے بچنے کے لئے بذریعہ انبیاء علیہم السلام اور کتب سماوی راہ نمائی فرمائی۔

غرضیکہ

سارے جہان میں ہر مخلوق (نباتات ہوں یا حیوانات ہوں یا انسان ہو) کی ہر مصیبت سے بچنے کے لئے فقط اسی اللہ تعالیٰ نے اسباب پیدا کئے ہیں۔ لہٰذا حقیقی امن دینے والا فقط ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

لہٰذا

ہر انسان کا بالعموم اور ہر مسلمان کا بالخصوص فرض ہے کہ ہر مصیبت سے بچنے کے لئے فقط اسی کے دروازہ کو کھٹکھٹائے۔ اس کے سوا غیر کے دروازہ پر جانا مسلمان کی کسر شان ہے۔

اَلْمُهَيْمِنُ

نگہبان

اپنی مخلوقات کے اعمال۔ رزق اور عمروں کی نگہداشت کرنے والا۔

لہٰذا

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ہر وقت اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی نگہبانی کا تصور دل میں رکھے تاکہ کہیں بھی اسکی مرضی کی خلاف ورزی نہ ہونے پائے۔ اللھم وفقنا لما تحب و ترضیٰ

اَلْعَزِيْزُ

غالب

جس کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ وہ ہمیشہ غالب ہی رہے گا۔ اس کے مقابلہ میں آنا حماقت اور نادانی ہے۔ لہٰذا عقلمندی یہ ہے کہ اس کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کیا جائے۔

اَلْجَبَّارُ

سب سے زیادہ زور آور

جبار وہ ذات ہے جو اپنا ارادہ بالجبر بھی سب پر جاری کر سکے اور اس پر کسی دوسرے کا ارادہ نہ چل سکے اور جس کے قبضہ سے کوئی بھی نکل نہ سکے اور اس پر کسی کا ہاتھ نہ پڑ سکے ایسی ذات فقط خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ہے

اَلْمُتَكَبِّرُ

بڑائی کرنے والا

متکبر وہ ذات ہے جو اپنی ذات کے مقابلہ میں سب کو حقیر سمجھے۔ عظمت اور بڑائی فقط اپنے نفس کے لئے جائز سمجھے دوسروں کو اس نظر سے دیکھے جس طرح بادشاہ اپنے غلاموں کو دیکھا کرتے ہیں۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے

آپ نے منبر پر فرمایا۔ اے لوگو۔ متواضع بنو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ اس کو سرفراز فرمائے گا۔ وہ اپنے خیال میں ذلیل ہوگا اور لوگوں کی نظروں میں بہت بڑا ہوگا اور جس شخص نے تکبر کیا اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کر دے گا۔ وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل اور اپنے خیال میں بڑا ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ لوگوں کے ہاں کتے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا۔ (رواہ البیہقی)

اَلْخَالِقُ — اَلْبَارِئُ

ایک چیز سے دوسری بنانیوالا — عدم سے وجود میں لانیوالا

اَلْمُصَوِّرُ

صورت دینے والا

یہ تینوں اسم پیدا کرنے کے معنی میں تقریباً برابر ہیں اور ہر ایک میں ایک خصوصیت بھی ہے خلق کی معنی پیدا کرنے سے پہلے اندازہ کرنا برأ کی معنی پیدا کرنا اور تصویر کی معنی صورت دینا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی پیدائش میں یہ تینوں درجے ایک ہی مرتبہ فوراً طے ہو جاتے ہیں۔ مگر رتبہ میں ایک دوسرے پر مقدم ہیں۔ عالم علوی اور سفلی میں عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک جو کچھ پیدا ہوا ہے۔ یا پیدا ہوگا۔ سب اللہ تعالیٰ کی صفات خلق برأ تصویر سے پیدا شدہ ہے یا ہوگا۔

اَلْحَكِيْمُ

حکم کرنے والا

حکم فیصلہ کرنے والا۔ جس کے فیصلہ کو کوئی رد نہ کر سکے۔ مراتب حکم قضا و قدر توضیح مقصد کے لئے ایک مثال سمجھنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً سائیکل کے ایجاد کرنے والے کے ذہن میں پہلے ایک خیال آیا۔ کہ اس قسم کی ایک چیز ایجاد کی جائے۔ جس کے دو پہیے ہوں۔ دونوں کے درمیان ایک زنجیر ہو۔ اوپر بیٹھنے کی جگہ ہو۔ اس خیالی تصور سے اس شخص کا نام حکم ہوگا اس کے بعد وہ اسباب مطلوبہ کو جمع کرتا ہے تاکہ مسببات پیدا ہوں۔ اس درجہ کا نام قضا ہے۔ بعد ازاں ترتیب دے کر وہ نتائج پیدا کر کے دکھاتا ہے۔ اس کا نام قدر ہے۔ احکم الحاکمین۔ خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ نے سارے نظام عالم کا کلمح البصر (آنکھ جھپکنے کی دیر) بلکہ اس سے بھی پہلے ایک نقشہ تجویز فرمایا۔ اس لحاظ سے وہ ذات پاک حکم کہلائی۔ بعد ازاں سارے نظام عالم کے اسباب کو جمع فرمایا۔ تاکہ مسببات وجود میں آئیں۔ یہ درجہ قضا کا ہوا بعد ازاں

اسباب کو کام میں لا کر مسببات پیدا کر دکھائے۔ یہ درجۂ تقدیر ٹھہرا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال و الیہ المرجع والمآب (غزالیؒ)

دوسری چیز

قرآن مجید توحید کے بعد دوسری چیز جو انسانوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ وہ شرک ہے۔ اور شرک توحید کا بالکل مخالف اور اس کی پوری ضد اور اس کا پورا الٹ ہے جس طرح توحید کا خاصہ ہے کہ توحید پرست ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہ نہیں سکتا۔ اس کے بالمقابل جو شخص شرک کے عقیدے پر مرے۔ وہ کبھی بہشت میں جا نہیں سکتا۔ اس کی شہادت میں اللہ تعالیٰ کے دو اعلان ملاحظہ ہوں۔

پہلا

(اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ج وَ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا ۝) سورۃ النساء ع ۷۔ پ ۵۔ ترجمہ بے شک اللہ اُسے نہیں بخشتا جو اس کا شریک کرے اور شرک کے ماسوا دوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ اس نے بڑا ہی گناہ کیا۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو شخص شرک میں مبتلا رہتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوا۔ اسے اللہ تعالیٰ کبھی بھی نہیں بخشے گا۔ اور شرک ایک بہت بڑا جھوٹ ہے۔

دوسرا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ط وَ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا م بَعِیْدًا ۝) سورۃ النساء ع ۱۸۔ پ ۵ ترجمہ بے شک اللہ اس کو نہیں بخشتا جو کسی کو اس کا شریک بنائے اور اس (شرک) کے سوا جسے چاہے بخش دے۔ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ وہ بڑی دُور کی گمراہی میں جا پڑا۔

حاصل

یہی نکلا کہ شرک اتنی بدترین چیز ہے کہ ارحم الراحمین کو اس گناہ سے اتنی نفرت ہے کہ یہ کسی کو نہیں بخشے گا۔

شرک سے اللہ تعالیٰ کی نفرت کا اندازہ

ملاحظہ ہو کہ تمام انسانوں میں سے آدمؑ سے لے کر نبی آخر الزمانؐ تک جتنے حضرات انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں۔ وہ سب بارگاہ الٰہی میں مقبول اور محبوب اور تمام گناہوں سے پاک ہوتے آئے ہیں۔ ان حضرات سے نہ کبھی صغیرہ گناہ ہوا اور نہ کبھی کبیرہ گناہ ان سے ہوا۔ ان حضرات کی زندگی کا ہر لمحہ ہر منٹ بلکہ ہر سیکنڈ رضا الٰہی میں صرف ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مندرجہ ذیل اعلان سے یہ بات واضح ہوتی ہے جو قرآن مجید میں موجود ہے (قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ج وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝) سورۃ الانعام ع ۲۰۔ پ ۸۔ ترجمہ۔ کہہ دو۔ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے

علیٰ ہذا القیاس

جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کا ایک ایک لمحہ رضائے الٰہی کے لئے وقف تھا۔ حتیٰ کہ حضور انورؐ کا انتقال بھی ہوا تو اسی راستہ پر چلتے ہوئے ہی ہوا۔ اسی پر تمام انبیاء علیہم السلام کی حیات طیبہ کو قیاس کر لیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی شانِ بے نیازی ملاحظہ ہو۔ ان حضرات کے متعلق بھی یہی اعلان ہے کہ اگر ان سے بھی بفرض محال شرک ہو جاتا۔ تو انکی تمام نیکیاں ضائع ہو جاتیں۔

اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کا اعلان ملاحظہ ہو

بطور نمونہ ۱۸ حضرات انبیاء علیہم السلام کے نام لے کر اعلان فرمایا کہ اگر یہ بھی شرک کرتے تو انکی بھی تمام نیکیاں ضائع ہو جاتیں

وَ تِلْکَ حُجَّتُنَآ اٰتَیْنٰھَآ اِبْرٰھِیْمَ عَلٰی قَوْمِہٖ ط نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ط اِنَّ رَبَّکَ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ ۝ وَ وَھَبْنَا لَہٗٓ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ ط کُلًّا ھَدَیْنَا ج وَ نُوْحًا ھَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِہٖ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْسُفَ وَ مُوْسٰی وَ ھٰرُوْنَ ط وَ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ لا وَ زَکَرِیَّا وَ یَحْیٰی وَ عِیْسٰی وَ اِلْیَاسَ ط کُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ لا وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ الْیَسَعَ وَ یُوْنُسَ وَ لُوْطًا ط وَ کُلًّا فَضَّلْنَا عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۝ لا وَ مِنْ اٰبَآئِھِمْ وَ ذُرِّیّٰتِھِمْ وَ اِخْوَانِھِمْ وَ اجْتَبَیْنٰھُمْ وَ ھَدَیْنٰھُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ ذٰلِکَ ھُدَی اللّٰہِ یَھْدِیْ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ ط وَلَوْ اَشْرَکُوْا لَحَبِطَ عَنْھُمْ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝)

سورۃ الانعام ع ۱۰ پ ۷۔ ترجمہ۔ اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ کو اس کی قوم کے مقابلہ میں دی تھی۔ ہم جس کے لئے چاہیں درجے بلند کرتے ہیں بے شک تیرا رب حکمت والا جاننے والا ہے اور ہم نے ابراہیمؑ کو اسحٰقؑ اور یعقوبؑ بخشا۔ ہم نے سب کو ہدایت دی اور اس سے پہلے ہم نے نوحؑ کو ہدایت دی اور اس کی اولاد میں سے داؤدؑ اور سلیمانؑ اور ایوبؑ اور یوسفؑ اور موسےٰؑ اور ہارونؑ ہیں اور اسی طرح ہم نیکو کاروں کو بدلہ دیتے ہیں اور زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ اور الیاسؑ سب نیکو کاروں سے ہیں اور اسمٰعیلؑ اور الیسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ اور ہم نے سب کو جہان والوں پر بزرگی دی اور ان کے باپ، دادوں اور ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں میں سے بعضوں کو ہم نے ہدایت دی اور ہم نے انہیں پسند کیا اور سیدھی راہ پر چلایا۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے۔ اپنے بندوں کو جسے چاہے۔ اس پر چلاتا ہے اور اگر یہ لوگ شرک کرتے تو البتہ جو کچھ انہوں نے کیا تھا۔ سب کچھ ضائع ہو جاتا۔

عبرت کا مقام ہے

جن حضرات کا سطور بالا میں محسنین بدلہ ۲ صالحین۔ فضلنا علی العلمین۔ ھدینٰھم الی صراط مستقیم کے مبارک لقبوں سے اللہ تعالیٰ خود ذکر فرما رہا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے چیدہ اور برگزیدہ ہیں۔ کیونکہ سب انبیاء علیہم السلام ہیں ان کا ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ اگر بفرض محال ان میں سے کسی سے شرک ہو جاتا تو اس کی سب نیکیاں برباد ہو جاتیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار انشاء اللہ تعالیٰ آگے چل کر اسی خطبہ میں عرض کروں گا کہ مسلمانوں میں

قرآن مجید کی تعلیم عام نہ ہونے کے باعث ان کے عقائد میں ان کے اعمال میں کس قدر شرک کی کثرت ہے۔

کان کھول کر اور سنئے

سید الانبیاء خاتم النبیین۔ رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بھی قرآن مجید میں اعلان ہے۔ کہ اگر بفرض محال آپؐ سے بھی شرک ہو جائے تو آپؐ کے تمام اعمال صالحہ کی بھی بارگاہ الٰہی میں کوئی قدر و قیمت نہیں رہیگی

اعلان ملاحظہ ہو

(لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝) سورۃ الزمر ع ۷ پ ۲۴

ترجمہ۔ البتہ اگر آپ نے شرک کیا تو ضرور آپ کے اعمال بھی برباد ہو جائیں گے اور آپ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔

خطرناک اعلان

برادران اسلام اور معزز خواتین۔ اس اعلان سے بڑھ کر اور خطرناک اعلان کون سا ہو سکتا ہے۔ جبکہ ہمارا ایمان ہے کہ سید المرسلینؐ خاتم النبیینؐ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اور کوئی انسان زیادہ مقبول اور محبوب نہیں ہے۔ جب انہیں کے حق میں یہ خطرناک اعلان قرآن مجید میں آ گیا ہے۔ کہ اگر آپؐ نے شرک کیا تو ضرور آپؐ کے اعمال بھی برباد ہو جائیں گے۔ تو اس کے بعد اور کسی کی کیا مجال ہے کہ شرک کرے اور بارگاہ الٰہی میں مقبول رہے اور مردود نہ ہو۔

شرک کی عام فہم معنی

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی مخلوق کی جو ذمہ داریاں اپنے اوپر لے رکھی ہیں ان ذمہ داریوں میں کسی اور کو بھی شریک کر لیا جائے۔ اس کی مثالیں ملاحظہ ہوں

پہلی ذمہ داری

قرآن مجید میں ایک اعلان ملاحظہ ہو کہ اپنی حاجتوں میں میرے سوا کسی کو بھی نہ پکارو

اس کا ثبوت نمبر۱

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝) سورۃ المومن ع ۶ - پ ۲۴ - ترجمہ - اور تمہارے رب نے فرمایا ہے - مجھے پکارو - میں تمہاری دعا قبول کروں گا - بے شک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں - عنقریب وہ ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے -

حاصل

یہی نکلا کہ اگر ظاہری اسباب جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں - ان میں ہاتھ ڈالنے کے باوجود کام نہ بن سکے اور کسی غیبی طاقت کی امداد کی ضرورت پیش آئے تو اس صورت میں فقط اللہ تعالےٰ کو پکارا جائے کہ اے اللہ تو اپنے فضل سے میرا کام کر دے۔

ثبوت نمبر۲

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝) سورۃ المومن ع ۷ پ ۲۴ - ترجمہ - وہی ہمیشہ زندہ ہے - اس کے سوا کوئی معبود نہیں - پھر اسی کو پکارو خاص اسی کی بندگی کرتے ہوئے - سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے -

ثبوت نمبر۳

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڛ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۝) سورۃ الاعراف ع ۳ پ ۸ - ترجمہ - کہدو میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے اور ہر نماز کے وقت اپنے منہ سیدھے کرو اور اس کے خالص فرمانبردار ہو کر اسے پکارو - جس طرح تمہیں پہلے پیدا کیا ہے - اسی طرح دوبارہ پیدا ہو گے

ثبوت نمبر۴

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝) سورۃ الجن ع ۱ - پ ۲۹ - ترجمہ - اور بے شک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں - پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو

یقین ہو گیا ہو گا

برادران اسلام قرآن مجید میں سے چار حوالے پیش کر چکا ہوں - جن میں تین حوالوں میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ اپنی ہر حاجت میں ضرورت پیش آئے تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو - اور چوتھے حوالہ میں صاف طور پر اللہ جل شانہٗ نے اعلان فرمایا ہے کہ میرے سوا اور کسی کو نہ پکارو -

شرک ہو جائیگا

اس مسئلہ میں ان چار تفصیلی معروضات پیش کئے جانے کے بعد کوئی شخص (جس کے کانوں تک میری آواز پہنچ جائے) - یہ عذر نہیں کر سکے گا کہ اے اللہ مجھے تو اس چیز کا علم نہیں تھا کہ تیرے سوا کسی کو پکارنا شرک ہے

اور اگر قرآن مجید کی یہ آواز

نہ بھی پہنچے تو بھی کوئی کلمہ گو بارگاہ الٰہی میں یہ عذر نہیں کر سکے گا کہ اے اللہ مجھے تو علم نہیں تھا کہ غیر اللہ کو حاجت روائی کے لئے پکارنا شرک ہے - کیونکہ ایسے شخص پر یہ جرح ہو سکے گی کہ میں نے تو تمہاری طرف قرآن مجید بھیج دیا تھا - اگر تم نے اسے نہیں پڑھا اور نہیں سمجھا تو یہ تیرا قصور ہے نہ کہ میرا -

کیا عرض کروں

آج کل مسلمانوں میں یہ شرک بکثرت پایا جاتا ہے - اللہ تعالےٰ سب کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں استقامت عطا فرمائے - آمین یا الہ العالمین -

دوسری ذمہ داری

اللہ تعالیٰ نے اولاد دینے کا اختیار اپنے ذمہ لیا ہوا ہے - اعلان ملاحظہ ہو -

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝) سورۃ الشوریٰ ع ۵ - پ ۲۵ - ترجمہ - آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے - جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے - جسے چاہتا ہے - لڑکیاں عطا فرماتا ہے - اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے - بانجھ کر دیتا ہے بیشک وہ جاننے والا قدرت والا ہے -

حاصل بالکل واضح ہے - جس میں

ذرا جتنا بھی شک نہیں ہو سکتا کہ اولاد کا دینا یا نہ دینا اللہ تعالےٰ کے ہی اختیار میں ہے۔ دے یا نہ دے اور دے تو فقط لڑکیاں ہی دے یا فقط لڑکے ہی دے۔ یا دونوں قسمیں دے

صاف ظاہر ہے

مذکورۃ الصدر اعلان سے صاف ظاہر ہے کہ جب اولاد کا دینا اللہ تعالےٰ ہی کے اختیار میں ہے تو اولاد حاصل کرنے کیلئے فقط اسی کی بارگاہ میں دعا کرنی چاہیئے۔ اگر اولاد ملے گی تو اُسی کی بارگاہ سے۔ ورنہ اور کسی جگہ سے یا کسی شخص سے مل ہی نہیں سکتی۔ خواہ زمین پر رہنے والا ہو یا آسمان پر رہنے والا کوئی فرشتہ ہو۔

قرآن مجید کی تعلیم سے ناواقفیت

کی بنا پر آپ بہت سے مسلمان مردوں یا عورتوں کو دیکھیں گے کہ وہ اولاد نہ ہونے کے وقت اللہ تعالےٰ کا دروازہ چھوڑ کر غیر اللہ کے دروازوں پر جاتے ہیں۔ اور جب اولاد ہو جائے تو پھر شکریہ بھی انہیں کا ادا کرتے ہیں نہ کہ اللہ تعالےٰ کا۔ بلکہ بعض لوگ تو جہالت کے باعث یہاں تک کر گذرتے ہیں کہ جن کے متعلق ان کا خیال ہوتا ہے۔ ان کے نام کی بودی بھی بچے کے سر پر رکھتے ہیں اور صاف کہتے ہیں کہ یہ چوٹی فلاں کے نام کی رکھی ہوئی ہے۔ کیونکہ ان کی مہربانی سے یہ بچہ ملا ہے۔

توبہ کیجئے

اس خیال سے توبہ کیجئے۔ قرآن مجید کی روشنی میں اسی عقیدہ کو شرک کہا جائیگا اور پھر آپ جانتے ہیں کہ شرک کی کیا سزا ہے۔ مشرک کے لئے نہ شفاعت ہے اور نہ دوزخ سے نجات ہے۔ اللہم لاتجعلنا منہم

خیر خواہی

برادران اسلام قرآن مجید کی روشنی میں جو اصلاحات پیش کرتا ہوں۔ اس میں ایک چیز تو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا پیغام آپ کو پہنچا رہا ہوں تاکہ وہ راضی ہو جائے اور دوسری بات یہ ہے کہ مجھے آپ کی خیر خواہی مدنظر ہے۔ تاکہ آپ قرآن مجید کی پیش کردہ ہدایات پر عمل نہ کرنیکے باعث قیامت کے دن مجرم قرار نہ دیئے جائیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

مجلس ذکر

منعقدہ جمعرات مورخہ ۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۴ دسمبر ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

شیطان کے پنجے میں آنیکے اسباب اور اسکی شر سے بچنے کی تدبیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ اَمَّا بَعْد

عرض یہ ہے کہ بعض روایات میں عورتوں کو حبائل الشیطٰن (ترجمہ۔ شیطان کے رسّے) فرمایا ہے۔ حبائل حبل کی جمع ہے۔ حبل کے معنی ہے رسّہ۔ بھینسا کتنا طاقتور ہے لیکن ایک رسّہ گلے میں ڈال کر کلے سے باندھ دیا جائے تو مجال ہے کہ حرکت کر سکے۔ اسی طرح عورتوں کے ذریعہ شیطان مردوں کو گمراہ کرتا ہے۔

دوسرا ثبوت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ قَالَ لِجِبْرَئِيْلَ اذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا وَ اِلٰى مَا اَعَدَّ اللّٰهُ لِاَهْلِهَا فِيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا ثُمَّ حَفَّهَا بِالْمَكَارِهِ ثُمَّ قَالَ يَا جِبْرَئِيْلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ لَّا يَدْخُلَهَا اَحَدٌ قَالَ فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ النَّارَ قَالَ يَا جِبْرَئِيْلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا اَحَدٌ فَيَدْخُلُهَا فَحَفَّهَا بِالشَّهَوَاتِ ثُمَّ قَالَ يَا جِبْرَئِيْلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا فَقَالَ اَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ لَّا يَبْقٰى اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا (رواہ الترمذی و ابوداؤد والنسائی)۔ (باب خلق الجنۃ والنار)۔

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالےٰ نے جنت کو بنایا تو جبرائیلؑ سے فرمایا جاؤ پھر اس کو دیکھو۔ وہ گئے۔ پھر اس کو اور اس میں جنتیوں کے لئے اللہ تعالےٰ نے جو کچھ تیار کر رکھا ہے دیکھا پھر آئے پھر عرض کی اے میرے پروردگار تیری عزت کی قسم کوئی ایسا شخص نہ ہوگا جو اس کے متعلق سُنے اور اس میں داخل نہ ہو۔ پھر (اللہ تعالیٰ نے) اس کے گرد (طبیعت کی) ناپسندیدہ چیزوں کی باڑ لگا دی۔ پھر فرمایا۔ اے جبرئیلؑ جاؤ۔ پھر اس کو دیکھو۔ آپؐ نے فرمایا۔ پھر وہ گئے پھر اس کو دیکھا۔ پھر آئے۔ پھر عرض کی اے میرے پروردگار! تیری عزت کی قسم! البتہ میں ڈرتا ہوں کہ اس میں کوئی داخل نہ ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا۔ پھر جب اللہ تعالےٰ نے دوزخ کو بنایا تو فرمایا اے جبرائیلؑ! جاؤ پھر اس کو دیکھو۔ آپ نے فرمایا پھر وہ (جبرئیلؑ) گئے پھر اس کو دیکھا۔ پھر آگئے۔ پھر کہا اے میرے پروردگار! تیری عزت کی قسم۔ جو شخص بھی اس کے متعلق سُنے گا۔ وہ اس میں (ہرگز) داخل نہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اسکے گرد خواہشات نفسانی کی باڑ لگا دی۔ پھر فرمایا اے جبرئیل جاؤ۔ پھر اس کو دیکھو آپؐ نے فرمایا پھر وہ (جبرئیلؑ) گئے۔ پھر اس کو دیکھا۔ پھر عرض کی۔ اے میرے پروردگار! تیری عزت کی قسم البتہ میں ڈرتا ہوں کہ (شاید ہی کوئی) باقی رہے جو اس میں داخل نہ ہو)

ناپسندیدہ طبع چیزیں

سردی کا موسم ہو۔ کمرہ میں ہیٹر (HEATER) لگا ہوا ہو۔ بستر گرم ہو اور باہر ٹھنڈی ہوا چل رہی ہو۔ اس وقت اذان کی آواز سُن کر ٹھٹھرتے ہوئے مسجد میں وہی آئے گا جس کو اللہ تعالےٰ نے ایمان کامل عطا فرمایا ہے۔ یہ ہے جنت کو ناپسندیدہ چیزوں کی باڑ دینا ان ناپسندیدہ کاموں کو کرنے کے بعد جنت مل سکتی ہے۔

خواہشات نفسانی

ریڈیو پر گانے ہوتے ہیں پہلے بھانڈ گاتے ہیں۔ پھر سریلی آواز سے رنڈیاں گاتی ہیں۔ واقعی یہ چیزیں مرغوبات طبع ہیں۔ ہر انسان کا دل چاہتا ہے کہ سُریلے گانے سُنے۔

یہ ہے دوزخ کو خواہشات نفسانی کی باڑ دینا۔ غیر عورت کے گانے سننے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔ جن کے دل میں خوف خدا ہے۔ وہ ان سے بچتے ہیں۔

رحمت یا لعنت

انسان پر یا اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے یا لعنت ان دو درجوں کے درمیان تیسرا کوئی درجہ نہیں ہے۔ جن کاموں سے اللہ تعالیٰ ناراض ہیں ان پر لعنت پڑتی ہے۔ جن سے وہ راضی ہے ان پر رحمت نازل ہوتی ہے اَللَّعْنَۃُ اَلْبُعْدُ مِنَ الرَّحْمَۃِ (ترجمہ۔ لعنت رحمت سے دوری (کا نام) ہے)۔ ریڈیو پر رنڈیوں کے گانے سننے والوں سے اللہ تعالیٰ ناراض ہیں۔ اس لئے ان پر لعنت پڑتی ہے۔ جن کے دل میں خوفِ خدا ہے۔ وہ رنڈیوں کے گانوں پر لعنت بھیجتے ہیں۔

مقصدِ حیات

کیا اللہ تعالیٰ نے انسان کو رنڈیوں کے گانے سننے کے لئے پیدا کیا ہے۔ ہرگز نہیں اس کی زندگی کا مقصد یاد الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○ (سورۃ الذاریات ع ۳ پ ۲۷ ترجمہ۔ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز سے پہلے سونے اور بعد میں باتیں کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ حدیث شریف کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔ وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا الحدیث (عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَۃَ۔ متفق علیہ۔ باب تعجیل الصلوٰۃ۔ الفصل الاول)۔ (ترجمہ اور وہ (نبی کریمؐ) اس (عشاء کی نماز) سے پہلے نیند کو ناپسند فرماتے۔ اور اس کے بعد باتیں کرنے کو) جو عشاء کے بعد باتیں کریگا اس کی نماز تہجد تو اکثر قضا ہی ہوگی۔

انسانیت کا رنگ

ہے قرآن مجید۔ علماء کرام قرآن مجید کا مطلب سمجھاتے ہیں اور صوفیاء عظام اس کا رنگ چڑھاتے ہیں۔ جن پر قرآن مجید کی تعلیم کا رنگ چڑھ جاتا ہے۔ ان کے منہ میں خوف خدا کی لگام ہوتی ہے۔ اس لئے وہ بُرے کاموں سے بچتے ہیں۔ ورنہ دل ان کا بھی چاہتا ہے۔

ایک مثال

گھوڑے کے منہ میں لگام ہو تو وہ سوار کے اشارہ پر چلتا ہے اور اسے منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے۔ اسی طرح انسان کے منہ میں خوف خدا کی لگام ہو تو یہ بھی سیدھے راستہ پر چل کر منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے۔

اس کا طریقہ

یہ ہے کہ انسان قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرے اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی صحبت میں نشست و برخاست رکھے۔ قرآن مجید کی تعلیم اور اللہ والوں کی صحبت میں آنے سے طبیعت کا رخ بدل جاتا ہے

ع ہلے میوہ ز میوہ رنگ گیرد

صحبت کا حکم

اللہ تعالیٰ نے بھی ہمیں صحبت کا حکم دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا الآیہ (سورہ الکہف ع ۴ پ ۱۵)۔ (ترجمہ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ان بندوں کی صحبت میں رہنے کا حکم فرما رہے ہیں۔ جن کی زندگی کا نصب العین فقط رضائے مولا ہے وہ نہ بڑے سے بڑا سیٹھ اور نہ زمیندار بننا چاہتے ہیں اور نہ بڑے سے بڑے عہدہ پر پہنچنا چاہتے ہیں۔ وہ تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہو۔ اس سے فرماتے ہیں کہ اللہ والوں سے اپنی نظر کو نہ ہٹانا۔ ان کی طرف ہی تیری آنکھوں کی ٹکٹکی بندھی رہے اگر تیرے ایک طرف بڑے بڑے سیٹھ، زمیندار اور سرکاری عہدہ دار کھڑے ہوں تو ان کو دیکھ کر تیرا دل نہ للچانے پائے۔

خوفِ خدا

انسان کے دل میں خوف خدا پیدا ہو جائے تو یہ سیدھا چلتا ہے۔ اگر خوف خدا نہ ہو تو انسان جیسا ظالم۔ بے حیا۔ کمینہ اور موذی جانور اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی نہیں کیا۔ انگریز کے عہد حکومت میں قصہ خوانی بازار پشاور میں ایک فوجی نے مشین گن لگا کر سینکڑوں انسانوں کو موت کی گھاٹ اتار دیا۔ دوسری جنگ عظیم میں امریکہ نے دو ایٹم بموں سے ڈھائی لاکھ جاپانیوں کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد جاپان کے بادشاہ نے گھٹنے ٹیک دیئے۔ کیا یہ انسانیت ہے؟ شیر خوفناک درندہ ہے لیکن وہ اپنے ہم جنسوں کو نہیں پھاڑتا۔ وہ دوسرے جانوروں کو پھاڑ کر کھاتا ہے اور یہ انسان اپنے ہم جنسوں پر ظلم ڈھاتا ہے۔ مائیں جنتی اور برسوں تکلیف جھیل کر پالتی ہیں اور یہ ظالم ایک منٹ میں قتل کر دیتا ہے۔

ایک عبرتناک واقعہ

میرے خسر مولانا ابو محمد احمد صاحبؒ نے ایک بار مجھے جہلم کے ایک قتل کا واقعہ سنایا۔ اس قتل کے مقدمہ میں پولیس نے دو اشخاص کو گرفتار کیا۔ ان میں سے ایک قاتل تھا۔ اور دوسرا جس کو شبہ میں پکڑ لیا گیا تھا۔ بے گناہ تھا۔ قاتل مقدمہ کے دوران یہ دعا کیا کرتا تھا۔ اے اللہ! تو مجھ پر اپنا فضل فرما۔ جو شخص بے گناہ تھا۔ وہ یہ دعا کرتا تھا۔ اے اللہ تو انصاف فرما۔ خدا کی قدرت دیکھئے جب قتل کے مقدمہ کا فیصلہ سنایا گیا۔ تو جج نے قاتل کو بری کر دیا اور بیگناہ کو پھانسی کی سزا کا حکم سنایا۔ اس علاقہ میں کوئی مقبول بارگاہ الٰہی بندۂ خدا رہتا تھا۔ ان کو جب اس فیصلہ کی اطلاع ہوئی تو وہ بڑے حیران ہوئے کہ اے اللہ پولیس اور جج تو عالم الغیب نہ تھے۔ تو تو عالم الغیب ہے اور سب فیصلے تیرے ہی حکم سے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو اطلاع دی گئی کہ قاتل اور مقتول دونوں میرے بندے ہیں۔ قاتل فضل کا طالب تھا۔ ہم نے اس پر فضل کر دیا۔ یہ جو اس مقدمہ میں بے گناہ ہے یہ انصاف کا طالب تھا۔ ہم نے اس کے ساتھ انصاف کیا ہے۔ ایک دفعہ اس کو ایک چیونٹی نے ڈس لیا۔ اس نے اس چیونٹی کو تنکہ پر بٹھا کر تنکے کو پانی کی جُو میں گاڑ دیا۔ اس طرح چیونٹی پانی میں ڈوب کر مر گئی۔ ہم نے چیونٹی کے قصاص میں اس کو پھانسی دلا دی۔

اولیاء اللہ کا کشف

عوام الناس کے لئے واجب الاتباع نہیں ہوتا۔ ان کا کشف انکی اپنی ذات یا ان کی معتمد علیہ جماعت کے لئے قابل

اعتبار ہوتا ہے ۔ لیکن پیغمبر پر جو وحی نازل ہوتی ہے ۔ اس کو ماننا فرض ہے ۔

قرآن کا اتباع

میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ جو متبع قرآن نہیں ۔ وہ انسان نہیں ۔ پھر کیا ہے ؟ یہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا وہ اولیاء اللہ جانتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ باطن کی آنکھیں عطا فرماتے ہیں ۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسے دو بزرگوں کی زیارت کا شرف عطا فرمایا ہے ۔ ان میں سے میں نے ایک لاہور میں دیکھے تھے ۔ ان کا میں اکثر ذکر کیا کرتا ہوں کہ ایک دن میں سریاں اوجھریاں والے بازار سے کشمیری بازار کی طرف آ رہا تھا ۔ راستہ میں ایک دوکان کے تھڑے پر ایک سانولہ رنگ کے پستہ قد سفید ریش بزرگ بیٹھے تھے ۔ جب میں ان کے پاس سے گزر رہا تھا ۔ تو انھوں نے مجھے کلائی سے پکڑ لیا ۔ اور فرمایا تشریف رکھیئے ۔ میں بھی اسی دروازہ کا غلام ہوں ۔ جس کے آپ ہیں میں سمجھ گیا ۔ یہ میرے پیر بھائی ہیں اور ان کو ہم جنس ہونے کی خوشبو آئی ہے ۔ اس کے بعد فرمایا مولوی صاحب ! میں یہاں بیٹھا رہتا ہوں ۔ اور لوگ گزرتے رہتے ہیں ۔ ان میں سے مجھے کوئی سؤر ۔ کوئی کتا ۔ کوئی بھیڑیا نظر آتا ہے ۔ دوسرے بزرگ کبھی کبھی مجھے زیارت کرانے کے لئے باہر سے تشریف لایا کرتے تھے ۔ وہ بھی یہی فرمایا کرتے تھے کہ آپ سے ملنے کے لئے آتا ہوں راستہ میں کوئی سؤر کوئی کتا کوئی بھیڑیا نظر آتا ہے ۔ یہ وہ لوگ ہیں ۔ جن کے دل میں خوف خدا نہیں ہے ۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو انسان بنائے ۔ آمین یا الہ العالمین ۔

انسان بننے کا طریقہ

عرض کر چکا ہوں کہ قرآن مجید کی تعلیم اور اللہ والوں کی صحبت ہو تو انسان انسان بنتا ہے ۔ قرآن مجید کی تعلیم سے دل میں خوف خدا پیدا ہوتا ہے اور اللہ والوں کی صحبت میں قرآن مجید کا رنگ چڑھتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنی خواہشات نفسانی کو قرآن مجید کے تابع رکھنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین یا الہ العالمین ۔ اللہ اللہ کرنا بھی انسان بننے کا ایک طریقہ ہے ۔ جب دنیوی کاموں کے لئے اسباب میں ہاتھ ڈالتے ہو تو اپنے آپ کو دوزخ سے بچانے کے لئے کیوں اسباب میں ہاتھ نہیں ڈالتے ۔ اللہ اللہ کرنا دوزخ سے بچنے کا ایک سبب ہے ۔

دُعا

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو شیطان کی شر سے بچائے ۔ مرتے دم تک اپنے دروازہ پر لائے ۔ سدا قرآن مجید سننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین یا الہ العالمین ۔

جواہر پارے

از عبدالعزیز سومرو مدرسہ ہاشمیہ سجاول

- سچی بات ہمیشہ کڑوی معلوم ہوتی ہے ۔
- نیکی کرو اور بھول جاؤ ۔ مگر دوسرے کی نیکی ہمیشہ یاد رکھو ۔
- کامیاب زندگی مصیبت کے بعد حاصل ہوتی ہے ۔
- وقت بہت قیمتی ہے ۔ ضائع کرنا نادانی ہے ۔
- اتفاق میں بہت طاقت ہے ۔
- وقت اور موت کسی کا انتظار نہیں کرتے
- جب عقل کامل ہو جاتی ہے تو بولنا کم ہو جاتا ہے
- دوسروں کے حال پر غور کرنے سے نصیحت حاصل ہوتی ہے ۔
- جو شخص زیادہ ہنستا ہے ۔ اس کی ہیبت کم ہو جاتی ہے ۔
- کارخانہ قدرت میں فکر کرنا بھی عبادت ہے
- نرمی کا جواب غصہ کو کھو دیتا ہے ۔
- معافی بدمعاش کو زیادہ بدمعاش اور شریف کو زیادہ شریف بنا دیتی ہے ۔
- انسان کا بڑا دوست علم ہے اور بڑا دشمن جہالت ہے ۔
- لوگوں کی خطائیں معاف کرنے پر اپنی خطائیں معاف ہو جاتی ہیں ۔
- جو انسان پر رحم نہیں کرتا ۔ اس پر خداتعالیٰ رحم نہیں کرتا ۔
- چار نیکیاں موزوں وقت پر افضل ہیں غصہ کے وقت درگذر ۔ تنہائی میں پارسائی ۔ تنگدستی میں سخاوت ۔ اور طاقت کے باوجود انکسار ۔

مدرسہ قاسم العلوم ٹھٹھر سجانی ضلع سکھر سندھ

اعلیحضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کا قائم کردہ ہے ۔ اس میں فقہ ۔ حدیث ۔ تفسیر کی تعلیم کے علاوہ فن تجوید و قرأت و حفظ قرآن مبین کا احسن وجوہ پر انتظام ہے ۔ نصف شعبان سے آخر رمضان تک دورۂ قرأت ہوتا رہتا ہے ۔

درد دل رکھنے والے اصحاب خیر سے قوی امید ہے کہ صدقات و زکوٰۃ سے اس مدرسہ کی امداد فرمائیں گے تاکہ اللہ والوں کا یہ صدقہ جاریہ مردہ قلوب کو انوار الٰہیہ سے منور کرتا رہے ۔ واللہ عندہٗ اجر عظیم ۔

خادم الاسلام ۔ (مولوی محمد ہارون ناظم مدرسہ قاسم العلوم ٹھٹھر سجانی ضلع سکھر (سندھ) ۔ ڈاکخانہ ٹھٹھر سجانی

جلسہ تعزیت

سمندری ۔ مورخہ ۱۸ / دسمبر سنہ ۱۹۵۹ء جامع مسجد محمدیہ میں بعد نماز ظہر حضرت مولانا احمد سعید صاحب دہلی صدر جمعیۃ العلماء ہند کے انتقال پرملال پر سمندری کے عوام اور جامع محمدیہ کے خواص کی طرف سے دعائے مغفرت کی گئی اور لواحقین کے لئے صبر و تحمل کے لئے دعائیں کی گئیں اور تمام اسلامیان سمندری مولانا کے پسماندگان کے ساتھ غم میں برابر کے شریک ہیں ۔

مولانا محمد علی جانباز خطیب جامع مسجد محمدیہ سمندری ضلع لائلپور

مدرسہ دار الفیوض رانی پور کا سالانہ جلسہ

مورخہ ۸ / جنوری سنہ ۱۹۶۰ء بروز جمعہ کو منعقد ہوگا ۔ جس میں علماء پنجاب و سندھ کے مقررہ تاریخ پر تشریف فرما ہوں گے ۔ مسلمانان عام کو اطلاع دی جاتی ہے ۔ کہ مقررہ تاریخ پر زیادہ سے زیادہ تعداد میں جمع ہو کر ثواب دارین حاصل کریں ۔

عبدالمجید میمن خادم مدرسہ دار الفیوض رانی پور ضلع خیرپور

از جناب محمد شفیع الدین ممبر ٹھٹھ

دنیا کی زندگی

شیطان کے دھوکا سے بچو

یَا اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ وَاخْشَوْا یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِہٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ ھُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِہٖ شَیْئًا اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ ۝ (لقمٰن ۳۳)

ترجمہ۔ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو۔ جس میں نہ باپ اپنے بیٹے کے کام آئے گا اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آئے گا۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ پھر دنیا کی زندگی تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے اور نہ دغاباز تمہیں اللہ سے دھوکہ میں رکھے۔

یعنی شیطان دھوکا دے کہ اللہ غفور رحیم ہے اور دنیا کی زندگی میں دھوکا دے کہ جس کے لئے یہاں بھلا ہے اس کے لئے وہاں بھی بھلا ہے۔

اس لئے چاہیئے کہ قیامت کے دن سے ڈر کر اس دن کیلئے عمل صالح کرے اور تقویٰ اختیار کرے۔

قیامت کا وعدہ سچا ہے۔

یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ ۝ (فاطر ۵) ترجمہ۔ اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے۔ اور تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکہ باز دھوکا نہ دے۔

حضرت ابن کثیرؒ نے فرمایا: لوگو! قیامت کا دن حق ہے وہ یقیناً آنے والا ہے۔ وہ وعدہ اٹل ہے۔ وہاں کی نعمتوں کے بدلے یہاں کے فانی عیش پر نہ اُلجھ جاؤ۔ دنیا کی ظاہری تری وہاں کی حقیقی خوشی سے کہیں تمہیں محروم نہ کر دے۔ اسی طرح شیطان مکار سے بھی ہوشیار رہنا۔ اس کے چلتے پھرتے جادو میں نہ پھنس جانا۔ اسکی جھوٹی اور چکنی چپڑی باتوں میں آ کر خدا و رسول کے حق کلام کو نہ چھوڑ بیٹھنا۔"

دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں

اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ ط وَفَرِحُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ط وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا مَتَاعٌ ۝

(الرعد آیت ۲۶) - (ترجمہ۔ اللہ ہی جس کیلئے چاہتا ہے روزی فراخ اور تنگ کرتا ہے۔ اور دنیا کی زندگی پر خوش ہیں اور دنیا کی زندگی آخرۃ کے مقابلہ میں کچھ نہیں۔ مگر تھوڑا سا اسباب۔)

فراخی اور تنگیٔ رزق مقبولیت یا عدم مقبولیت کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ ممکن ہے کہ اللہ کے مقبول بندے کو رزق کی تنگی ہو اور اس کے برعکس کافر اور مشرک کو اسکی فراوانی ہو۔

حدیث۔ خدا کی قسم۔ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کہ کوئی شخص دریا میں انگلی ڈالے اور پھر دیکھے کہ انگلی کیا چیز واپس لے کر آئی ہے (یعنی پانی کا جتنا حصہ انگلی کے ساتھ آیا ہے)۔ (مشکوٰۃ)

حدیث۔ اگر دنیا اللہ کی نظر میں مچھر کے پر کے برابر بھی وقعت رکھتی تو وہ اس میں سے کافر کو ایک گھونٹ نہ پلاتا۔ (مشکوٰۃ)

"کیا تو جانتا ہے کہ دنیا کیا ہے؟ ہر وہ چیز جو تجھے اللہ سے دور رکھے۔ وہ دنیا ہے۔ بیوی۔ بچے۔ مال و دولت جاہ و منزلت حکومت و ریاست۔ لہو و لعب۔ بے فائدہ اور فضول شغل اگر تجھے اللہ سے دور رکھیں تو سب دنیا کے زمرے میں آتے ہیں۔ نیز وہ علوم جو آخرت میں کام نہ آئیں دنیا میں ہی سے ہیں۔

(حضرت امام ربانیؒ مکتوب ۴۳ دفتر اول)

آخرت کو مت بھولو۔

یٰقَوْمِ اِنَّمَا ھٰذِہِ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا مَتَاعٌ وَّ اِنَّ الْاٰخِرَۃَ ھِیَ دَارُ الْقَرَارِ ۝

(المومن آیت ۳۹) ترجمہ۔ اے میری قوم دنیا کی زندگی بس (چند روزہ) فائدے ہیں اور آخرت کا گھر ہی ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام عثمانی رح۔

"یعنی فانی و زائل زندگی اور چند روزہ عیش و بہار میں پڑ کر آخرت کو نہ بھولو۔

دنیا کی زندگی بہر حال بھلی بُری ختم ہونے والی ہے۔ اس کے بعد وہ زندگی شروع ہوگی۔ جس کا کبھی خاتمہ نہیں۔ عاقل کا کام یہ ہے کہ یہاں رہتے ہوئے اس کی درستی کی فکر کرے۔ ورنہ ہمیشہ کی تکلیف میں مبتلا رہے گا"

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

اصل زندگی

وَمَا ھٰذِہِ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا لَھْوٌ وَّ لَعِبٌ ط وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ لَھِیَ الْحَیَوَانُ م لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۝

(العنکبوت آیت ۶۴) ترجمہ۔ اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشا ہے۔ اور اصلی زندگی عالم آخرت ہے۔ کاش وہ سمجھتے۔

حاصل یہ نکلا کہ انسان کو چاہیئے کہ اس زندگی کی بڑی قدر کرے۔ اسے فضول کھیل اور تماشوں میں نہ گنوا دے۔ بلکہ آخرت کی فکر میں لگا رہے۔ اس زندگی کیلئے توشہ کی تیاری میں لگا رہے۔

حدیث۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے جسم کے کسی حصہ کو (مثلاً مونڈھوں) کو پکڑا اور فرمایا کہ تو دنیا میں اس طرح رہ گویا کہ تو ایک مسافر ہے اور اپنے آپ کو ان مردوں میں سے شمار کر جو قبروں کے اندر ہیں (مشکوٰۃ)

آخرت کا توشہ

اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّ لَھْوٌ ط وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا یُؤْتِکُمْ اُجُوْرَکُمْ وَلَا یَسْئَلْکُمْ اَمْوَالَکُمْ ۝ (محمد آیت ۳۶)

ترجمہ۔ بلاشبہ دنیا کی زندگی تو کھیل تماشہ ہے اور اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیزگاری اختیار کرو تو تمہیں تمہارے اجر دے گا۔ اور تم سے تمہارے مال نہیں مانگے گا۔

حاصل یہ نکلا کہ ایمان اور پرہیزگاری آخرت کا بھی توشہ ہے اور اس جہان میں بھی بہتر اجر ملے گا۔ جہاد کے لئے اور دیگر قومی کاموں کے لئے سرمایہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ سارا سرمایہ نہیں مانگا جاتا۔ بلکہ جس قدر انسان برداشت کر سکے اتنا مانگا جاتا ہے۔ اسے چاہیئے کہ بقدر ضرورت رکھے۔ اور ضرورت سے زائد اللہ کے راستے میں خرچ کر دے۔ اب اس خرچ کا فائدہ حضرت شاہ عبدالقادرؒ کی زبانی سنئے:-

حق تعالےٰ نے ملک فتح کر دیئے۔ مسلمانوں کو زر خرچ کرنا تھوڑے ہی دنوں پڑا۔ سو جتنا خرچ کیا تھا۔ اس سے سو سو برابر ہاتھ لگا۔ اسی واسطے فرمایا ہے کہ اللہ کو قرض دو۔

اسلام نے پرہیزگاری ہی کو اکرام اور عزت کا ذریعہ بنایا ہے۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ط ترجمہ (بے شک زیادہ عزت والا تم میں اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔) نیز پرہیزگاروں کا دستور العمل قرآن کریم اور اس کی شرح حدیث شریف ہے

وَاِنَّہٗ لَتَذْکِرَۃٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ ٥ (الحاقہ ۴۸) ترجمہ۔ اور بے شک وہ (قرآن) تو پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے اور متقی ہی جنت میں جائیں گے۔

وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ غَیْرَ بَعِیْدٍ ٥ (ق آیت ۳۱) ترجمہ۔ اور بہشت پرہیزگاروں کے قریب لائی جائیگی کہ کچھ فاصلہ نہ ہوگا۔ اور آخرت کے انعام و اکرام پرہیزگاروں ہی کے حصہ میں آئیں گے۔

وَالْاٰخِرَۃُ عِنْدَ رَبِّکَ لِلْمُتَّقِیْنَ ٥ (الزخرف آیت ۳۵) ۔ ترجمہ۔ اور دار آخرت آپ کے رب کے ہاں پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

آخرت سے غافل

کافر احکام الٰہی کی پرواہ نہ کرنے والے نافرمان قیامت کے سچے وعدے کو جھٹلانیوالے رحمت سے دور ہوں گے اور دوزخ ان کا ٹھکانا ہوگا

ذٰلِکُمْ بِاَنَّکُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ ھُزُوًا وَّغَرَّتْکُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا فَالْیَوْمَ لَا یُخْرَجُوْنَ مِنْھَا وَلَا ھُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ٥

(الجاثیہ آیت ۳۵) ترجمہ۔ یہ اس لئے کہ تم اللہ کی آیتوں کی ہنسی اڑایا کرتے تھے۔ اور تمہیں دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا تھا۔ پس آج وہ اس سے نہ نکالے جائیں گے۔ اور نہ ان سے توبہ طلب کی جائے گی۔

افسوس ان کوتاہ اندیشوں نے اللہ تعالےٰ کو صحیح طور پر نہ پہچانا۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖٓ (الانعام آیت ۹۱)۔ اور کلام الٰہی کے ساتھ گستاخی کی زندگی کے دھوکے میں رہے۔ عمل اور استغفار کا وقت گنوا دیا۔ کفر پر ڈٹے رہے۔ اور آخر دوزخ میں ڈالے گئے۔

دنیادار کا پروگرام

جان لو کہ یہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زیبائش اور ایک دوسرے پر آپس میں فخر کرنا اور ایک دوسرے پر مال اور اولاد میں زیادتی چاہنا ہے۔ جیسے بارش کی حالت کہ اسکی سبزی نے کسانوں کو خوش کر دیا۔ پھر وہ خشک ہو جاتی ہے تو تو اسے زرد شدہ دیکھتا ہے اور پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے۔ اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی مغفرت اور اسکی خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی سوائے دھوکے کے اسباب کے اور کیا ہے (وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (الحدید آیت ۲۰)

دنیا کی زندگی کا انجام یہ ہے۔ (۱) مغفرت اور رضائے مولیٰ پاک یا (۲) دوزخ اور ناراضگی اللہ تعالےٰ کی۔

دنیا میں انسان مقصد حیات کو بھول جاتا ہے۔ دنیا کے فریب میں آکر عبدیت کے پروگرام کے مطابق زندگی بسر نہیں کرتا۔

حضرت شیخ الاسلام عثمانیؒ نے ایسے شخص کی حالت کا کیا ہی موزوں نقشہ کھینچ کر دکھایا ہے "آدمی کو اول عمر میں کھیل چاہیئے۔ پھر تماشا پھر بناؤ سنگار (اور فیشن) پھر ساکھ بڑھانا۔ اور نام اور نمود حاصل کرنا۔ پھر موت کے دن قریب آئیں تو مال اور اولاد کی فکر کہ پیچھے میرا گھر بار بنا رہے اور اولاد آسودگی سے بسر کرے مگر یہ سب سامان فانی اور زائل ہیں۔ جیسے کھیتی کی رونق و بہار چندروزہ ہوتی ہے۔ پھر زرد پڑ جاتی ہے اور آدمی اور جانور اس کو روند کر چورا کر دیتے ہیں۔ اس کی شادابی اور خوبصورتی کا نام ونشان نہیں رہتا۔ یہی حال دنیا کی زندگانی اور اس کے ساز و سامان کا سمجھو کہ وہ فی الحقیقت ایک دغا کی پونجی اور دھوکے کی ٹٹی ہے۔ آدمی اسکی عارضی بہار سے فریب کھا کر اپنا انجام تباہ کر لیتا ہے حالانکہ موت کے بعد یہ چیزیں کام آنے والی نہیں۔ وہاں کچھ اور ہی کام آئے گا۔ یعنی ایمان اور عمل صالح۔ جو شخص دنیا سے یہ چیز کما کر لے گیا۔ سمجھو بیڑا پار ہے۔ آخرت میں اس کیلئے مالک کی خوشنودی اور رضامندی اور جو دولت ایمان سے تہیدست رہا۔ اور کفر اور عصیان کا بوجھ لے کر پہنچا۔ اس کے لئے سخت عذاب ہے۔ اور جس نے ایمان کے باوجود اعمال میں کوتاہی کی۔ اس کے لئے اگر معافی نہ ملی تو اول سزا بعد میں معافی ہے۔ دنیا کا خلاصہ وہ تھا آخرت کا یہ ہوا۔

دنیا کی زندگی کی نعمتیں

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِہٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ط قُلْ ھِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا خَالِصَۃً یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ ط کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ٥ (الاعراف آیت ۳۲)

ترجمہ۔ کہہ دو۔ اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کیواسطے پیدا کی ہے اور کس نے کھانے کی ستھری چیزیں (حرام کیں) کہدو دنیا کی زندگی میں یہ نعمتیں اصل میں ایمانداروں کے لئے ہیں۔ قیامت کے دن خالص انہیں کے لئے ہو جائیگی۔ اسی طرح ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں ان کے لئے جو سمجھتے ہیں۔

دنیاوی نعمتیں ہیں تو دراصل ایمانداروں کے لئے مگر کفار بھی ان سے نفع حاصل کرتے ہیں۔ قیامت کے دن نعمتیں صرف مومنوں کے لئے ہونگی۔ ایمانداروں کو چاہیئے۔ کہ انعامات خداوندی کی بڑی قدر کریں۔ انہیں شرعی حدود کے اندر رہ کر استعمال میں لائیں اور کوشش کریں کہ آخرت کی نعمتیں عطا ہو سکیں۔

دعا

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(البقرہ آیت ۲۰۱) ترجمہ۔ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں نیکی اور آخرت میں بھی نیکی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

آمین یا الہ العالمین

خدام الدین اپنے احباب تک پہنچایئے

از جناب امیر عبدالرحمن صاحب لدھیانوی شیخوپورہ

کافر و مومن

اللہ تعالیٰ خالقِ کُل ہے

اللہ تعالیٰ نے سب آدمیوں کو بنایا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ سب اس پر ایمان لاتے اور اس منعم حقیقی کی اطاعت کرتے۔ مگر ہوا یہ کہ بعض منکر بن گئے اور بعض ایماندار بیشک اللہ تعالےٰ نے آدمی میں دونوں طرف جانے کی استعداد اور قوت رکھی تھی۔ مگر اوّلاً سب کو فطرتِ صحیحہ پر پیدا کیا تھا۔ پھر کوئی اس فطرت پر قائم رہا اور کسی نے گرد و پیش کے حالات سے متاثر ہو کر اس کے خلاف راہ اختیار کر لی اور ان دونوں کا علم اللہ کو ہمیشہ سے تھا۔ کہ کون اپنے ارادہ و اختیار سے کس طرف جائے گا اور پھر اسی کے موافق سزا یا انعام و اکرام کا مستحق ہوگا۔ یہی چیز اپنے علم کے موافق اس کی قسمت میں لکھ دی تھی کہ ایسا ہوگا۔ اللہ کا علم محیط اس بات کو لازم نہیں کرتا کہ دنیا میں ارادہ و اختیار کی قوت باقی نہ رہے۔

(۱) هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ط پ ۲۸ ع ۱۵۔ ترجمہ
[...] ہے جس نے تم کو بنایا۔ پھر کوئی [...]ں منکر ہے اور کوئی تم میں ایماندار ہے
[...]ضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول [...] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر بچہ [...]ت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اسکے [...] اسکو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے [...] مشکوٰۃ باب تقدیر)

[...] انسانی یکساں ہے۔

[...]تَ اللهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ط [...]لَ لِخَلْقِ اللهِ ط پ ۲۱ ع ۷
[...]لٰہ کی دی ہوئی قابلیت پر (جس پر [...] لوگوں کو پیدا کیا ہے) اللہ کی [...]ا رد و بدل نہیں۔
[...]لےٰ نے آدمی کی ساخت اور [...] سے ایسی رکھی ہے۔ کہ اگر وہ [...] اور قبول کرنا چاہے تو کر [...]وع فطرت سے اپنی اجمالی معرفت کی ایک چمک اس کے دل میں بطور تخم ہدایت کے ڈالدی ہے کہ اگر گرد و پیش کے احوال اور ماحول کے خراب اثرات سے متاثر نہ ہو اور اصلی طبیعت پر چھوڑ دیا جائے تو یقیناً دین حق کو اختیار کرے۔ کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہو۔ عہد الست کے قصہ میں اسی طرف اشارہ ہے۔ اور احادیث صحیحہ میں تصریح ہے۔ ایک حدیث قدسی میں ہے کہ میں نے اپنے بندوں کو حنفا پیدا کیا۔ پھر شیاطین نے انہیں اغوا کر کے سیدھے راستہ سے بھٹکا دیا۔ بہر حال دین قیم اور دین حنیف وہ ہے کہ اگر انسان کو اسکی فطرت پر آزاد چھوڑ دیا جائے تو وہ اپنی طبیعت سے اُسی کی طرف جھکے۔ تمام انسانوں کی فطرت اللہ تعالےٰ نے ایسی ہی بنائی ہے جس میں کوئی تفاوت اور تبدیلی نہیں۔

فطرت انسانی کی اسی یکسانیت کا یہ اثر ہے کہ دین کے بہت سے بڑے بڑے اصولوں کو کسی نہ کسی رنگ میں تقریباً سب انسان تسلیم کرتے ہیں۔ گو ان پر ٹھیک ٹھیک قائم نہیں رہتے۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ لکھتے ہیں۔ اللہ سب کا مالک حاکم سب سے نرالا۔ کوئی اسکے برابر نہیں۔ کسی کا زور اس پر نہیں۔ یہ باتیں سب جانتے ہیں۔ اسکے حکموں پر چلنا چاہیئے۔ ایسے ہی کسی کے جان و مال کو ستانا، ناموس میں عیب لگانا ہر کوئی بُرا جانتا ہے۔ ایسے ہی اللہ کو یاد کرنا۔ غریب پر ترس کھانا حق پورا دینا۔ دغا نہ کرنا۔ ہر کوئی اچھا جانتا ہے۔ یہی دین سچا ہے یہ امور فطری تھے مگر ان کا بندوبست پیغمبروں کی زبان سے اللہ تعالیٰ نے سکھلا دیا اصل پیدائش کے اعتبار سے کوئی فرق و تبدیلی نہیں۔ ہر فرد انسان کی فطرت حق بات کے قبول کرنے کے لئے مستعد بنائی ہے۔ سو اللہ نے جس فطرت پر تم کو پیدا کیا اس کو تم اپنے اختیار سے بدل کر خراب نہ کرو۔ بیج تم میں ڈال دیا ہے۔ اُسے بے توجہی یا بے تمیزی سے ضائع نہونے دو۔

سیدھا اور اصلی دین یہی فطرت کی آواز ہے۔ پر بہت لوگ اس نکتہ کو سمجھتے نہیں

دین فطرت کے چند اصُول

(۱) خدا سے ڈرتے رہنا (۲) نماز قائم رکھنا (۳) شرک جلی و خفی سے بیزار اور مشرکین سے علیحدہ رہنا (۴) اپنے دین میں پھوٹ نہ ڈالنا۔

لوگوں نے دین فطرت کے اصول سے علیحدہ ہو کر اپنے مذہب میں پھوٹ ڈال لی۔ بہت سے فرقے بن گئے۔ ہر ایک کا عقیدہ الگ مذہب و مشرب جدا۔ جس کسی نے غلط کاری یا ہوا پرستی سے کوئی عقیدہ قائم کر دیا یا کوئی طریقہ ایجاد کر لیا تو ایک جماعت اُسی کے پیچھے ہو گئی۔ تھوڑے دن بعد وہ ایک فرقہ بن گیا۔ پھر ہر فرقہ اپنے ٹھہرائے ہوئے اصُول و قواعد پر خواہ وہ کتنے ہی مہمل کیوں نہ ہوں۔ ایسا فریفتہ اور مفتون ہے کہ اپنی غلطی کا امکان بھی اس کے تصور میں نہیں آتا۔ (حضرت مولانا عثمانیؒ)

ارشادات نبویؐ

(۱) حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول مقبولؐ نے فرمایا کہ جب بندہ چار باتوں پر ایمان لے آئے تو اس وقت مومن کہلاتا ہے۔

(۱) اوّل تو یہ کہ اس بات کی گواہی دے کہ سوائے خدا کے اور کوئی معبود نہیں۔ اور میں خدا کا رسول ہوں۔ اس نے مجھے بھیجا ہے (۲) پھر مرنے پر (۳) اور مرنے کے بعد اُٹھنے پر (۴) اور پھر تقدیر پر بھی ایمان رکھتا ہو۔

(۲) حضرت ابیّ ابن کعبؓ کہتے ہیں کہ آیت وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِىْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ الخ پ ۹ ع ۱۲ (ترجمہ) اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی اولاد کو انکی پیٹھوں سے نکالا اور ان سے انکی جانوں پر اقرار کرایا۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ بولے ہاں ہم اقرار کرتے ہیں یہ کہ کبھی کہنے لگو قیامت کے دن ہم کو تو اسکی خبر نہ تھی یا کہنے لگو کہ شرک تو ہمارے باپ دادوں نے کیا تھا۔ ہم سے پہلے اور ہم ان کے پیچھے انکی اولاد ہوئے تو کیا تو ہم کو اس کام پر ہلاک کرتا ہے جو گمراہوں نے کیا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے سب ذریت کو جمع کر کے جوڑا جوڑا کیا اور پھر ان کو شکل و صورت کا جامہ پہنا کر گویائی کی طاقت

عنایت فرمائی۔ جس سے وہ گفتگو کرنے لگے۔ پھر ان سے عہد و میثاق لے کر ان کو اپنے نفسوں پہ گواہ بنایا اور فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (ترجمہ) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ ان سب نے عرض کیا ہاں تو ہمارا رب ہے۔ فرمان الٰہی ہوا میں تم پر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو تمہارے باپ آدمؑ کو گواہ بناتا ہوں۔ تاکہ تم قیامت کے روز یہ نہ کہو کہ ہم کو معلوم نہ تھا۔ خوب سمجھ لو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ نہ میرے سوا کوئی دوسرا رب ہے۔ میرا شریک نہ بنانا۔ میں تمہاری طرف اپنے رسول روانہ کروں گا۔ وہ تم کو میرا عہد اور میثاق یاد دلائیں گے اور تم پر اپنی کتاب نازل کرونگا (یہ سن کر سب کہنے لگے) ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو ہمارا رب ہے۔ ہمارا معبود ہے۔ تیرے سوا نہ کوئی ہمارا معبود اور نہ کوئی رب ہے ان سب نے یہ اقرار کر لیا۔ پھر یہ سب آدمؑ کے سامنے پیش کئے گئے اور آدمؑ نے ان میں غنی اور فقیر، بدصورت اور خوبصورت سب کو دیکھا تو عرض کیا اے میرے رب! تو نے ان سب کو برابر مرتبہ میں کیوں نہیں رکھا۔ ارشاد الٰہی ہوا میرا مقصود یہ ہے کہ لوگ میرا شکر کریں پھر انہیں ہی میں انبیاء کو مثل چراغوں کے روشن دیکھا اور ان سے نیا وعدہ اور میثاق لیا گیا جو نبوت اور رسالت کے متعلق تھا۔ وہ یہ ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّيْنَ مِيْثَاقَهُمْ الخ۔ حضرت عیسیٰؑ بھی انہیں میں تھے۔ حضرت ابیؓ کہتے ہیں کہ حضرت مریمؑ کے منہ کی طرف سے روح داخل ہوئی تھی۔ (مشکوٰۃ باب التقدیر)

(۳) حضرت مسلم ابن یسارؒ کہتے ہیں۔ کہ آیت وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ الخ کے متعلق دریافت کیا گیا تو حضرت عمرؓ نے کہا اس کے متعلق حضورؐ نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا تو آپکی پشت کو اپنے داہنے ہاتھ سے مس کیا تو تمام اولاد آدمؑ اس کی پشت سے نکل پڑی۔ پھر ارشاد کیا کہ میں نے ان کو جنت کیلئے پیدا کیا ہے۔ لہٰذا وہ لوگ جنتیوں کے سے عمل کرتے ہیں۔ اس کے بعد پھر ان کی پشت کو ملا تو ان کی اولاد نکلی۔ ان کیلئے ارشاد ہوا کہ یہ دوزخ کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ پس یہ لوگ دوزخیوں کے سے عمل کرتے ہیں۔ یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! عمل کرنے کی کیا ضرورت رہی۔ اس کے جواب میں حضورؐ نے فرمایا جس شخص کو خدا نے جنت کے لئے پیدا کیا ہے اس سے جنتیوں کے عمل کرائیگا اور پھر مرنے کے بعد جنت میں داخل کر دے گا۔ اور جس شخص کو دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس سے دوزخیوں کے (مرتے وقت تک) عمل کرائے گا۔ حتیٰ کہ مرنے کے بعد دوزخ میں بھیجدیگا

میثاق عام ۔ تمام عقاید حقہ اور ادیان سماویہ کا بنیادی پتھر یہ ہے کہ انسان خدا کی ہستی اور ربوبیت عامہ پر اعتقاد رکھے۔ مذہب کی ساری عمارت اسی سنگ بنیاد پر کھڑی ہوتی ہے۔ جبتک یہ اعتقاد نہ ہو مذہبی میدان میں عقل و فکر کی رہنمائی اور انبیاء و مرسلین کی ہدایات کچھ نفع نہیں پہنچا سکتیں۔ اگر پورے غور و فکر سے دیکھا جائے تو آسمانی مذہب کے تمام اصول و فروع بالآخر خدا کی ربوبیت عامہ کے اسی عقیدہ پہ منتہی ہوتے ہیں۔ پس ضروری تھا۔ کہ یہ تخم ہدایت جسے کل آسمانی تعلیمات کا مبداء و منتہی اور تمام ہدایات ربانیہ کا وجود مجمل کہنا چاہیئے۔ عام فیاضی کے ساتھ نوع انسانی کے تمام افراد میں بکھیر دیا جائے۔ "تاکہ ہر آدمی عقل و فہم اور وحی و الہام کی آبیاری سے اس تخم کو شجر ایمان و توحید کے درجہ" تک پہنچا سکے۔ اگر قدرت کی طرف سے بنی آدم کے دلوں میں شروع سے یہ تخم ریزی نہ ہوتی اور اس سب سے زیادہ اساسی و جوہری عقدہ کا حل ناخن عقل و فکر کے سپرد کر دیا جاتا تو یقیناً یہ مسئلہ بھی منطقی استدلال کی بھول بھلیاں میں پھنس کر ایک نظری مسئلہ بن کر رہ جاتا۔ جس پر سب تو کیا اکثر آدمی بھی متفق نہ ہو سکتے۔ اس لئے قدرت نے جہاں غور و فکر کی قوت اور نور وحی و الہام کے قبول کرنیکی استعداد بنی آدم میں ودیعت فرمائی۔ وہیں اس بنیادی عقیدہ کی تعلیم سے ان کو فطرۃً بہرہ ور کیا۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی پشت سے انکی اولاد اور ان سے انکی اولاد نکالی۔ سب سے اپنی خدائی کا اقرار کروایا۔ پھر پشت میں داخل کیا۔ اس سے مدعا یہ ہے کہ خدا کے رب مطلق ماننے میں ہر کوئی آپ کفایت کرتا ہے۔ باپ کی تقلید نہ چاہیئے۔ اگر باپ شرک کرے۔ بیٹے کو چاہیئے ایمان لائے۔ اگر کسی کو شبہ ہو کہ وہ عہد تو یاد نہیں رہا۔ پھر کیا حاصل؟ تو یوں سمجھے کہ اس کا نشان ہر کسی کے دل میں ہے اور ہر زبان پر مشہور ہو رہا ہے کہ سب کا خالق اللہ ہے سارا جہان قائل ہے اور جو کوئی منکر ہے یا شرک کرتا ہے سو اپنی عقل ناقص کے دخل سے پھر آپ ہی جھوٹا ہوتا ہے۔

ایمان کیا چیز ہے۔

مومن اَلْاِيْمَانُ بَيْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ایمان کیا چیز ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور تمام نازل کی ہوئی کتابوں اور تمام رسولوں اور قیامت پر ایمان لانا اور تقدیر خیر و شر پر ایمان لانا۔ تو جبرئیلؑ نے کہا کہ آپنے سچ فرمایا (حدیث جبرئیلؑ، مشکوٰۃ باب العلم) سو مومن وہ ہے جو مندرجہ بالا عقائد پر سچے دل سے یقین کرے۔

کافر ۔ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝ (پ ۵ - ع ۱۷) ترجمہ۔ اور جو کوئی اللہ پہ اس کے فرشتوں پر اور کتابوں پر اور رسولوں پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہ لائے وہ بہک کر دور جا پڑا۔

جو اسلام قبول کرے اس کو ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام حکموں پر دل سے یقین لائے۔ اس کے ارشادات میں سے اگر کسی ایک ارشاد پر بھی یقین نہ لائیگا۔ تو وہ مسلمان نہیں۔ صرف ظاہری اور زبانی بات کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اگر ظاہر میں تو مسلمان ہوئے اور دل میں مذبذب رہے اور اسی حالت میں بغیر یقین لائے ہوئے مر گئے۔ ان کو نجات کا راستہ نہیں ملے گا۔ وہ کافر ہیں۔ ظاہری مسلمانی کچھ کام نہ آئے گی۔

کافر کا حشر

فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا (پ ۵ ع ۵) ترجمہ۔ ہم نے تو ابراہیمؑ کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا کی ہے اور ان کو ہم نے بڑی بادشاہی دی ہے پھر ان میں سے کوئی اس پر ایمان لایا اور کوئی اس سے ہٹ گیا۔ اور دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ کافی ہے۔ بے شک جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے انکار کیا۔ انہیں ہم آگ میں ڈالدینگے۔

(مطلب) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھرانے میں خدا تعالےٰ نے ہمیشہ سے بزرگی دی ہے اور اب بھی اُسی گھرانے میں ہے سو جو کوئی بلا وجہ محض حسد سے اس کو نہ مانے اس کے جلانے کے لئے دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ کافی ہے۔ کافروں کے عذاب میں نقصان اور کمی نہ آنے کی غرض سے ان کی کھال کے جل جانے کے وقت دوسری کھال بدل دی جائے گی۔ کافر ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

مومن کا حشر

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝ پ ۵ ع ۵۔ ترجمہ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ البتہ ہم ان کو باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہا کریں گے۔ اُن کے لئے وہاں پاکیزہ عورتیں ہیں اور ان کو ہم گھنی چھاؤں میں داخل کریں گے۔

(مطلب) مومن ہمیشہ جنت میں رہینگے اور ان کو ایسی عورتیں ملیں گی جو حیض اور دیگر آلائشوں سے پاک ہوں گی اور ان کو گہری اور گنجان چھاؤں میں داخل کرینگے جو آفتاب کی دھوپ سے بالکل محفوظ ہونگی۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۝ پ ۳ ع ۲۔ (ترجمہ) اللہ ایمان والوں کا مددگار ہے۔ ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے

(مطلب) ایمان ایسی عمدہ چیز ہے۔ کہ جسکی وجہ سے اللہ بندہ سے محبت کرتا ہے۔ اور کفر معصیت اور رسوم کی اندھیریوں سے نکال کر نور میں داخل کرتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗـــُٔــھُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَـھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ پ ۳ ع ۲۔ ترجمہ اور جو لوگ کافر ہوئے ان کے رفیق شیطان ہیں ان کو روشنی سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں دوزخ میں رہنے والے ہیں۔ وہ اسی میں ہمیشہ رہینگے۔

(مطلب) کافروں کے محب اور مددگار شیاطین ہیں جو ان کو نور فطرت سے نکال کر کفر اور اخلاق رذیلہ۔ شہوات وحب جاہ و مال کی اندھیریوں میں ڈالتے ہیں جو موت کے بعد جہنم کی صورت میں ظاہر ہونگی اور جس طرح ان اندھیروں سے انہیں عمر بھر رستگاری نہ ہوئی۔ وہاں بھی نہ ہوگی۔ اس لئے وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝ پ ۲۶ ع ۵۔ ترجمہ۔ یہ اس لئے کہ اللہ ایمانداروں کا رفیق ہے اور وہ جو منکر ہیں ان کا کوئی رفیق نہیں۔ یعنی اللہ مومنین صالحین کا رفیق ہے جو وقت پر ان کی مدد کرتا ہے۔ کافروں کا ایسا رفیق کون ہے؟ جو اللہ کے مقابلہ میں آسکے۔ غزوہ احد میں ابوسفیان نے پکارا تھا۔ لَنَا الْعُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ آپؐ نے فرمایا۔ پکارو۔ اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ۔ جس طرح مومنین کے قدم جما دیئے جاتے ہیں۔ اس کے برعکس منکروں کو مُنہ کے بل گرا دیا جاتا ہے۔ اور جیسے خدا کی طرف سے مومنین کی مدد کی جاتی ہے۔ اس کے خلاف کافروں کے کام برباد کر دیئے جاتے ہیں۔ جب انہوں نے اللہ کی بات کو ناپسند کیا تو اللہ ان کے کام کیوں پسند کرے گا۔ اور جو چیز خدا کو ناپسند ہو وہ محض اکارت ہے۔

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝ پ ۱۷ ع ۱۷۔ (ترجمہ) سو قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور اللہ کو مضبوط پکڑو وہ تمہارا مالک ہے سو خوب مالک ہے اور خوب مددگار ہے۔

(مطلب) انعامات الٰہیہ کی قدر کرو۔ اپنے نام و لقب اور فضل و شرف کی لاج رکھو اور سمجھو کہ تم بڑے کام کے لئے کھڑے کئے گئے ہو۔ اس لئے اول اپنے آپ کو نمونۂ عمل بناؤ، نماز زکوٰۃ بالفاظ دیگر بدنی و مالی عبادات میں کوتاہی نہ ہونے پائے۔ ہر کام میں اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو۔ ذرا بھی قدم جادۂ حق سے اِدھر اُدھر نہ ہو۔ اس کے فضل و رحمت پر اعتماد رکھو تمام کمزور سہارے چھوڑ دو۔ تنہا اُسی کو اپنا مالک اور مولیٰ سمجھو۔ اس سے اچھا مالک مددگار کون ملے گا۔

کافروں کا داؤ غلط ہے

(۱) وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝ پ ۲۴ ع ۸۔ (ترجمہ) اور جو منکروں کا داؤ ہے سو غلطی میں ہے۔

(مطلب) ایسے داؤ پیچ اور تدبیروں سے کیا ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے مخلص بندوں کی مدد فرما کر منکرین کے سب منصوبے غلط کر دیتا ہے۔

(۲) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِھِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَھَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ پ ۳ ع ۱۷۔ ترجمہ بیشک جو لوگ کافر ہوئے اور کفر کی حالت میں مر گئے تو کسی ایسے سے زمین بھر کر سونا بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ اگرچہ وہ اس قدر سونا بدلے میں دے۔ ان لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

(۳) اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَاۗىِٕهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِكَ جَزَاۗؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ۝ پ ۱۶ ع ۳۔ ترجمہ:- وہ جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں کھوئی گئی اور وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ بے شک وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں۔ جنہوں نے اپنے رب کی نشانیوں کا اور اس کے روبرو جانے کا انکار کیا ہے۔ پھر ان کے سارے اعمال ضائع ہوگئے۔ سو ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی وزن قائم نہیں کریں گے یہ سزا ان کی جہنم ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق بنایا تھا۔

(مطلب) قیامت کے دن سب سے زیادہ خسارہ میں وہ لوگ ہونگے۔ جنکی ساری دوڑ دھوپ دنیا کیلئے تھی۔ آخرت کا کبھی خیال نہ آیا۔ محض دنیا کی ترقی اور مادی کامیابیوں کو بڑی معراج سمجھتے رہے یا یہ مطلب ہے کہ دنیوی زندگی میں جو کام انہوں نے اپنے نزدیک اچھے سمجھ کر کئے۔ خواہ واقع میں اچھے تھے یا نہیں۔ وہ سب کفر کی نحوست سے وہاں بیکار ثابت ہوئے اور تمام محنت برباد گئی۔ نہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو مانا۔ نہ خیال کیا کہ کبھی اسکے سامنے حاضر ہونا ہے۔ (باقی آئندہ)

اخلاص کی فضیلت

از حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی مدظلہم الشیخ التفسیر والحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

گزشتہ سے پیوستہ

اور امام شافعیؒ نے فرمایا کہ
"جس درجہ کی نیت اصل عمل کی ہوگی۔ اسی درجہ کا اخلاص بھی حاصل ہوگا۔"

اور امام طبریؒ نے فرمایا کہ
"ایسے آدمی کو چاہیئے کہ ابتداء میں خالص اللہ کے لئے نیت کرے اور بعد میں آنیوالے وساوس کی پرواہ نہ کرے۔"

اور بھی میرے خیال میں سب سے عمدہ ہے اور جو لوگ حج بیت اللہ کے لئے جاتے ہیں اور وہاں کچھ تجارت وغیرہ بھی کرنا چاہتے ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ تجارت کرنا بہرحال گناہ نہیں۔ اس لئے میرے خیال میں ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ خدا تعالیٰ سے عرض کریں کہ "خداوندا میں در اصل تیری بارگاہ اور تیرے گھر کی زیارت کے لئے حاضر ہو رہا ہوں۔ مگر یہاں بھی تیرے رزق کا محتاج ہوں اور وہاں پہنچ کر بھی تیرے رزق کا محتاج رہوں گا۔ یہاں بھی روزی حاصل کرنے کے لئے کچھ کام کرتا ہوں اور وہاں جاکر بھی کروں گا۔ گدائے بے نوا ہوں آپ کے دروازے پر مانگنے آیا ہوں مقصود دل اور مطلوب جان آپ ہی ہیں اور یہ رزق عالم اسباب میں زندگی کا ایک سبب ہے۔ غرض اصل نیت حج ہی کی کرے اور ضمناً دوسرا کوئی کام کر لے اور خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ ٹھیک رکھے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کے قصے میں ایک جگہ قرآن مجید میں ہے

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ

اے اللہ! آپ نے جو کچھ میرے لئے خیر نازل کی ہے۔ میں اس کا محتاج ہو۔

بندہ تو بہرحال خدا کی نعمتوں کا اور اسکے رزق کا محتاج ہے۔ اس لئے اپنی احتیاج کو پیش نظر رکھ کر درخواست کرے۔ اس کے علاوہ خانہ کعبہ جاتے ہوئے اور بھی نیتیں ملا لے۔ مثلاً یہ کہ وہاں اور بہت خدا کے مخلص بندے ہوں گے۔ ان کی برکت سے میرے اخلاص اور عمل میں قوت پیدا ہوگی۔ اس طرح مختلف نیتوں کی برکت سے بہت سے ثواب اور فضیلتیں حاصل ہو جائیں گی اور جو شخص عالم ہو اس کو بہت چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ بعض اوقات شیطان انسان کو اس طرح دھوکا دیتا ہے کہ وہ اس کی چال کو سمجھ نہیں سکتا۔ عبادت کے رنگ میں اس سے گناہ کرا دیتا ہے۔

جیسے ایک بزرگ کی حکایت ہے کہ وہ عالم بھی تھے اور بزرگ بھی تھے اور لیل ونہار خدا تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہتے تھے۔ گھر سے نکلتے ہی نہ تھے۔ سو شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ تم ہمیشہ گھر میں بیٹھے بیٹھے عبادت کیا کرتے ہو۔ خدا کی راہ میں نکلو اور جہاد میں جاکر شریک ہو۔ تاکہ جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت حاصل ہو۔ چنانچہ یہ بزرگ اپنے گھر سے نکلے اور راستہ میں ان کو اس بات کا علم ہوا کہ درحقیقت یہ شیطان کا دھوکہ تھا اور اس طرح اس نے مجھے اپنے گھر سے نکالا ہے۔ کیونکہ شیطان یہی چاہتا تھا کہ ان کو ایک دفعہ گھر سے نکال لاؤں پھر ان کو مختلف طریقوں سے بہکا سکتا ہوں۔ وہاں گوشۂ تنہائی میں ان پر اس کا داؤ نہ چلتا تھا۔ اس لئے انسان کو چاہیئے کہ اپنی نیت کی بڑی نگرانی رکھے اور خالص خدا کیواسطے نیت رکھے اور دنیوی اغراض کو اس میں شامل نہ کرے۔

خلاصہ یہ ہے کہ دنیوی اغراض کی دو قسمیں ہیں۔

ایک جائز اور مباح اور دوسرے حرام سو اگر کسی کام میں حرام کی نیت شامل ہو گئی مثلاً مسجد بنوائی اور مقصد اس سے نام ونمود اور شہرت ہے تو یہ نیکی تو برباد ہوئی اور گناہ لازم ہوا اور اگر کسی جائز چیز کی نیت اور ارادہ شامل کر لیا تو اس میں گناہ تو نہ ہوا۔ مگر بہرحال اخلاص میں تو کمی آگئی۔ اس لئے آدمی کو کوئی نیک کام شروع کرنے سے قبل پختگی کے ساتھ اپنی نیت کو درست کر لینا چاہیئے۔ اور عمل خالص خدا کے لئے شروع کرنا چاہیئے۔ پھر اگر درمیان میں کچھ وساوس وغیرہ آویں تو ان کی پرواہ نہ کرے اور اگر زیادہ دل پریشان ہو تو حدیث شریف میں ہے کہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ یعنی کسی نیکی کرنے کی کوئی توفیق اگر کسی شخص کو ہوتی ہے تو وہ خدا ہی کی مدد اور اعانت سے ہوگی اور کسی کو گناہ سے بچنے کی طاقت بھی بجز اسکی توفیق اور اعانت کے نہیں ہو سکتی۔ پس اگر کوئی خامی محسوس ہو تو خدا سے توبہ کرے اور اس کی استعانت طلب کرے۔

امام ابوالقاسم قشیریؒ نے لکھا ہے۔ کہ شیطان پر اخلاص سے زیادہ کوئی چیز گراں اور شاق نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اخلاص کی وجہ سے شیطان کو اس عمل میں سے کوئی حصہ نہیں ملتا۔ اس لئے اس کی گرانی کا سبب ہوتا ہے۔

شیطان سے خلاصی کا ذریعہ صرف اخلاص ہے۔ جس کو پہلے عرض کر چکا ہوں۔

فبعزتك لاغوينهم اجمعين الاعبادك منهم المخلصين۔

اب خدا تعالےٰ سے دعا کرو کہ خدا تعا ہم کو نیک کاموں میں نیت درست کرنے کی اور اخلاص کی توفیق بخشے اور خدا سے یوں کہو کہ "خداوندا! اگر تیری ہی مدد ہوگی تو ہم اخلاص کو حاصل کر سکیں گے۔ ورنہ اگر خدا نخواستہ تیری مدد نہ ہو تو ہم منافق اور ریاکار ہو جائیں گے۔ اے اللہ ہم کو اخلاص عطا فرما اور ریا اور نفاق سے محفوظ رکھ۔ آمین۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین آمین ٭

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے۔

بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ انکی غیب سے امداد فرمائے اور انکے وطن عزیز کو فرانسیسی درندوں سے جلد از جلد نجات عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

الجزائر کا مسئلہ اقوام متحدہ میں کئی بار پیش کیا گیا لیکن امریکہ۔ برطانیہ اور روس نے اس کو حل کرنیکی اب تک کوئی کوشش نہیں کی۔ ان تین بڑوں کی بیرخی سے اس مسئلہ نے اب خطرناک صورت اختیار کر لی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ الجزائری رہنما اس کو بزور شمشیر حل کرنا چاہتے ہیں۔ پہلے ہی الجزائر میں کافی کشت وخون ہو چکا ہے اب اور زیادہ ہوگا اسکی تمام تر ذمہ داری فرانس اور ان تین بڑوں کے سر ہو گی۔ جو قوم اتنی قربانیاں دے سکتی ہے اسکو زیادہ دیر تک غلام نہیں رکھا جا سکتا۔ انشاء اللہ فرانس کو جلدی منہ کی کھانی پڑیگی اور الجزائر آزاد

بچوں کا صفحہ

بزرگوں کی سخاوت

از جناب کمال الدین مدرس لاہور کارپوریشن

گزشتہ سے پیوستہ

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے حماد بن ابی سلیمانؒ سے (جو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مشہور استاد ہیں) ہمیشہ بہت محبت رہی۔ اس وجہ سے کہ مجھے ان کا ایک واقعہ معلوم ہوا تھا اور وہ یہ تھا کہ وہ ایک دن گدھے پر سوار جا رہے تھے۔ اس کے ایڑ ماری۔ وہ جو زور سے دوڑا تو اس کے جھٹکے سے حضرت حمادؒ کے کرتے کی گھنڈی ٹوٹ گئی۔ راستہ میں ایک درزی کی دکان نظر پڑی۔ اسکو سلوانے کے لئے اترنے لگے۔ درزی نے کہا۔ اترنے کی ضرورت نہیں۔ معمولی کام ہے میں ابھی لگائے دیتا ہوں۔ درزی نے کھڑے ہو کر وہ گھنڈی کرتہ میں سی دی۔ حماد نے اس کی اجرت میں ایک تھیلی دی۔ جس میں دس اشرفیاں تھیں اور معاوضہ کی کمی کی معذرت کی (اتحاف)

ربیع بن سلیمانؒ کہتے ہیں کہ حضرت امام شافعیؒ ایک مرتبہ سواری پر سوار ہو رہے تھے۔ ایک شخص نے جلدی سے رکاب پکڑ لی (تاکہ چڑھنے میں سہولت ہو) حضرت امامؒ نے مجھ سے فرمایا کہ میری طرف سے اس شخص کو چار اشرفیاں دے دو اور کمی کی معذرت بھی کر دینا۔ اور عبد اللہ بن زبیر حمیدیؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام شافعیؒ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ دس ہزار اشرفیاں آپ کے پاس تھیں۔ مکہ مکرمہ سے باہر آپ کا خیمہ لگا ہوا تھا۔ صبح کی نماز کے بعد آپ نے وہیں خیمہ میں ایک کپڑا بچھا کر وہ اشرفیاں اس پر ڈال دیں اور (اہل مکہ میں سے) جو جو ملنے کیلئے آتا رہا۔ ایک ایک مٹھی اس کو دیتے رہے۔ ظہر کے وقت تک وہ سب ختم ہو گئیں (اتحاف)

محمد بن عباد حلبیؒ کہتے ہیں کہ میرے والد ایک مرتبہ ماموں رشید کے پاس گئے۔ اس نے ایک لاکھ درہم نذرانہ پیش کیا۔ وہاں سے جب اٹھ کر آئے تو وہ سب اسی وقت فقراء پر تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد پھر جب ماموں کے پاس جانے کی نوبت آئی تو اس نے سب تقسیم کر دینے پر ناگواری کا اظہار کیا تو والد صاحب نے فرمایا کہ امیر المومنین موجود کے ساتھ بخل کرنا معبود کے ساتھ بدگمانی ہے (کہ اس نے ایک مرتبہ تو دے دیا۔ پھر کہاں سے دے گا) (اتحاف)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ الفیاضؓ صحابی مشہور سخی لوگوں میں سے ہیں۔ ان کے ذمہ ایک مرتبہ حضرت عثمانؓ کے پچاس ہزار درم قرض ہو گئے تھے۔ حضرت عثمانؓ مسجد میں تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں یہ ملے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس درم اس وقت آ گئے ہیں۔ آپ کا قرضہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت عثمانؓ نے فرما دیا کہ بس وہ تمہاری ہی نذر ہیں تمہارے ذمہ لوگوں کے بہت اخراجات رہتے ہیں۔ جابر بن قبیصہؓ کہتے ہیں کہ میں بہت دن تک حضرت طلحہؓ کے ساتھ رہا بلا طلب عطا کرنے والا میں نے ان سے زیادہ نہیں دیکھا۔

حضرت حسنؓ کہتے کہ ایک مرتبہ انہوں نے اپنی ایک زمین سات لاکھ میں فروخت کی۔ قیمت جب وصول ہوئی تو شام کا وقت ہو گیا تھا۔ وہ رقم رات کو ان کے پاس رہی۔ رات بھر سخت بے چینی میں جاگتے گزر گئی۔ اس خوف سے کہ یہ مال میرے پاس ہے (کہیں موت نہ آ جائے) صبح کو اٹھ کر سب سے پہلے اس کو تقسیم کیا۔ ان کی بیوی حضرت سعیدی بنت عوفؓ کہتی ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ ان کو دیکھا کہ بہت گرانی سی ہو رہی ہے۔ میں نے پوچھا خیریت تو ہے کیسی طبیعت ہو رہی ہے۔ کہنے لگے میرے پاس کچھ مال جمع ہو گیا۔ اس کی وجہ سے بڑی گھٹن ہو رہی ہے۔ میں نے کہا۔ یہ تو کچھ ایسی بات نہیں ہے۔ اپنے غلام کو بھیج کر اپنے رشتہ داروں کو بلا لیجئے اور (صلہ رحمی میں) ان پر تقسیم کر دیجئے۔ چنانچہ انہوں نے اسی وقت غلام کو بھیجکر آدمیوں کو بلایا اور اس کو تقسیم کر دیا۔ راوی کہتے ہیں۔ میں نے ان کے خادم سے پوچھا یہ کتنا مال تھا۔ اس نے بتایا چار لاکھ تھا۔ ان کی بیوی ایک اور واقعہ یہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ وہ گھر میں آئے۔ چہرہ بہت ہی اترا ہوا۔ رنج کی وجہ سے سیاہی چہرہ پر آ رہی تھی۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے۔ کچھ میری طرف سے کوئی ناگواری کی بات پیش آئی ہو تو میں معافی کی درخواست کروں گی۔ کہنے لگے نہیں تو تو مسلمان کے لئے بہت بہترین بیوی ہے (کہ نیک کام میں مدد کرتی ہے) میں نے پوچھا پھر آخر کیا بات پیش آ گئی۔ کہنے لگے کچھ مال جمع ہو گیا۔ مجھے اس کی بڑی بے چینی ہو رہی ہے۔ میں نے کہا یہ تو کوئی ایسی بات نہیں اسے اٹھا کر بانٹ دو۔ اس میں کیا ہو گیا۔ بعض مرتبہ کوئی لینے والا نہیں آتا تھا تو وہ رہ جاتا تھا۔ ان کی بیوی سعیدیؓ یہ بھی کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ انہوں نے ایک لاکھ تقسیم کیا اور اپنا یہ حال تھا کہ اس دن مسجد میں اس وجہ سے جانے میں دیر ہو گئی کہ ان کے پاس جو کپڑا تھا (چادر) اس کے دونوں کنارے سینے میں مجھے دیر لگی، یعنی وہی ایک کپڑا تھا۔ اس کے سلنے کے انتظار میں بیٹھے رہے۔ دوسرا کپڑا نہ تھا۔ جس کو پہن کر مسجد میں چلے جاتے) ایک گاؤں کے رہنے والے حضرت طلحہؓ کے پاس آئے اور اپنی قرابت کا واسطہ دے کر (صلہ رحمی کے طور پر) کچھ مانگا۔ فرمانے لگے۔ کہ قرابت کا واسطہ دے کر آج تک مجھ سے کسی نے نہیں مانگا تھا۔ میرے پاس ایک زمین ہے حضرت عثمانؓ اس کو خریدنا چاہتے تھے اور وہ اس کی قیمت تین لاکھ لگا چکے ہیں۔ تیرا دل چاہے وہ زمین لے لے۔ اور اگر نقد چاہیئے تو میں اس کو انکے ہاتھ فروخت کرکے قیمت اسکی دیدوں۔ اس نے قیمت لینا پسند کیا۔ انہوں نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت اس کو دے دی۔ (اتحاف)

ان حضرات کے پاس زمینوں کی بہت کثرت تھی۔ اس لئے کہ جہاں جہاں جہاد میں جاتے وہ ملک فتح ہوتے تو اکثر غنیمت کے ساتھ زمینیں بھی ان مجاہدین پر تقسیم کر دی جاتی تھیں۔

ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیٹھے رو رہے تھے۔ کسی نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ سات دن سے کوئی

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ۔ ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم
۱۔ لاہور زون بذریعہ چھٹی نمبری ۹/۱۶۳۲۱۔ مورخہ ۳ رمئی ۱۹۵۶ء
۲۔ پشاور زون ″ ″ ″ T. B. C.-۲۷۳/۲۴۸۱۔ مورخہ ۷ر ستمبر ۱۹۵۶ء

مہمان نہیں آیا۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں حق تعالیٰ شانہٗ نے (کسی بات سے ناراض ہو کر) میرے ذلیل کرنے کا تو ارادہ نہیں فرما لیا۔ (اتحاف)

ایک مرتبہ ایک شخص اپنے ایک دوست کے پاس گیا اور جا کر کہا۔ کہ میرے ذمہ چار سو درم قرضہ ہو گیا۔ تجھ سے مدد چاہنے آیا ہوں۔ اس نے فوراً چار سو درم وزن کر کے دے دیئے۔ جب وہ چلا گیا تو اس نے رونا شروع کر دیا بیوی کو یہ خیال ہوا کہ شاید اس کو مال کے جانے کا صدمہ ہوا۔ وہ کہنے لگی۔ اگر اتنی گرانی تھی تو دینے ہی کی کیا ضرورت تھی۔ وہ کہنے لگا کہ میں اس پر رو رہا ہوں کہ میں نے اس کے ساتھ تعلقات کے باوجود اس کے حال کی خود خبر کیوں نہ رکھی۔ اس کو مجھ سے مانگنے کی نوبت کیوں آئی (اتحاف)

جامعہ حسینیہ عربیہ مکی مسجد رحیم یار خاں

آج مورخہ ۶ر دسمبر ۱۹۵۹ء کو اخبار کے ذریعہ پتہ چلا کہ حضرت سحبان الہند مولانا احمد سعید صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند انتقال فرما گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۰ یہ پڑھتے ہی حضرت مولانا غلام ربانی صاحب مدظلہٗ مہتمم جامعہ حسینیہ عربیہ نے ارشاد فرمایا کہ ہندوستانی مسلمانوں کے خیر خواہ اور آخری سہارا تھے۔ وہ بھی چل بسے۔ حضرت سحبان الہند رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۲۰ء سے ہندوستانی پبلک کی خدمت فرما رہے تھے اور پرانے انقلابیوں میں سے تھے اور ہندوستان کے مسلمانوں کی آج تک صحیح رہنمائی فرماتے رہے۔ موجودہ وقت میں ہندوستانی مسلمانوں کو آپ کی اشد ضرورت تھی۔ مگر وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت سحبان الہندؒ کو جنت الفردوس کے اعلیٰ مقام میں جگہ عطا فرمائے آمین۔

از ابوالفضل محمد انور قاسمی کان اللہ لہٗ، ناظم جامعہ حسینیہ عربیہ مکی مسجد رحیم یار خاں

آہ مولانا احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ

برصغیر کے مشہور عالم دین اور تحریک آزادی ہند کا بہادر سپاہی سحبان الہند مولانا احمد سعید صاحب دہلوی کی وفات حسرت آیات کی خبر سے مدرسہ عربیہ رحیمیہ ڈونگہ بونگہ میں رنج والم کا اظہار کیا گیا۔ حضرت مولانا محمد سعید احمد صاحب بانی مدرسہ عربیہ رحیمیہ نے تقریر فرمائی۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ مولانا احمد سعید صاحب کی ذات گرامی کے ساتھ مسلمانان ہند کی سیاسی مذہبی اور تاریخی روایات وابستہ تھیں۔ تحریک آزادی ہند میں علماء ہند نے جو بے مثال قربانیاں دی ہیں۔ مرحوم کا اس میں بہت بڑا حصہ ہے۔ جمعیۃ العلماء ہند کی سیاسی جدوجہد میں ناظم اعلیٰ اور صدر کی حیثیت سے مولانا صاحب نے جو کردار کیا ہے۔ وہ ہمارے لئے باعث فخر اور قابل تشکر ہے۔ پھر مولانا نے فرمایا ابھی حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا زخم ہمارے سینوں پر تازہ ہی تھا کہ اس پر ایک اور زخم کا اضافہ ہو گیا۔ دم مارنے کی جگہ نہیں ہے یہ سلسلہ یونہی چلتا رہے گا۔ جو جاتا ہے اسکی جگہ پر نہیں ہوتی خالی رہتی ہے۔ حضرت مولانا احمد سعید صاحبؒ جیسی شخصیت کا آج کی دنیا سے بالخصوص موجودہ حالات میں چل بسنا دنیائے اسلام کے لئے یقیناً بڑے صدمہ اور نقصان کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں پر اپنا فضل و کرم فرما دیں اور مرحوم کی روح مبارک کو علیین میں جگہ دیں۔

مولانا نے فرمایا یہ سلسلہ یونہی چلتا رہتا ہے۔ البتہ ایسے جانگداز حادثات ہمارے زیادہ دکھ اور غم کا موجب ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

محررہ
محمد شبیر احمد ناظم مدرسہ عربیہ رحیمیہ
ڈونگہ بونگہ

فضلاء دار العلوم دیوبند ضلع پشاور و وزیرستان کا اجتماع۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کی طرف سے اعلان

اکوڑہ خٹک۔ ۲۰ر دسمبر۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب دار العلوم حقانیہ کنوینر تنظیم فضلاء دار العلوم دیوبند ضلع پشاور و وزیرستان کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ ۳ر جنوری بروز اتوار دار العلوم دیوبند کے ضلع پشاور و وزیرستان کے اس صدی کے تمام فضلاء کا اجتماع دار العلوم حقانیہ میں منعقد ہوگا دو ایک روز میں دار العلوم دیوبند کے دفتر اہتمام سے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کی طرف سے تمام فضلاء کو دعوت نامے پہنچ جائیں گے۔ پتوں کی تبدیلی اور عرصہ مدید گزرنے کی وجہ سے بعض فضلاء کے پتے ریکارڈ میں محفوظ نہیں ہیں۔ اس لئے تمام فضلاء دار العلوم دیوبند پشاور و وزیرستان سے قوی امید ہے کہ اپنے مادر علمی کی ایک اہم فرض کی بجا آوری کی خاطر اس اطلاع کو کافی سمجھ کر ساڑھے نو بجے دار العلوم حقانیہ پہنچ جائیں اور ایک دن کیلئے دیگر ضروریات زندگی سے موقعہ نکال کر اس اجتماع کو زیادہ سے زیادہ کامیاب کرائیں۔ نیز تمام متعلقہ فضلاء کرام اپنی شرکت و عدم شرکت کی اطلاع مہتمم دار العلوم حقانیہ کے نام بھیجدیں

ناظم دفتر اہتمام دار العلوم حقانیہ اکوڑہ
منجانب مولانا عبدالحق کنوینر تنظیم فضلاء دیوبند

نیر دنر پرنٹنگ ورکس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا ۔